ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۷ ؍مارچ ۲۰۰۳ء | ۴؍محرم ۱۴۲۴ہجری قمری ۷؍امان ۱۳۸۲ہجری شمسی | شمارہ ۱۰

جہاد فی سبیل اللہ

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنگ کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خدا کی رضا چاہتا ہے، امام کی اطاعت کرتا ہے، اپنا عمدہ مال خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اپنے ساتھی کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے اور فتنہ وفساد سے بچا رہتا ہے۔ ایسے شخص کا سونا اور جاگنا سب کا سب باعث اجر ہے۔

دوسرا وہ شخص جو فخر اور نام ونمود کے لئے لڑتا ہے۔ ریا کاری کرتا ہے، امام کی نافرمانی کرتا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتا ہے۔ ایسا شخص کچھ بھی اجر حاصل نہ کر پائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فیمن یغزو و یلتبس الدنیا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

آخر ایک نہ ایک دن دنیا اور اس کی لذتوں کو چھوڑنا ہے تو پھر کیوں نہ انسان اُس وقت سے پہلے ہی اِن لذّات کے ناجائز طریقِ حصول چھوڑ دے دنیا اور اس کی راحتوں کو زندگی کے منجملہ اسباب سے سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا ذریعہ۔

’’میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ استقامت جس پر میں نے ذکر چھیڑا تھا وہی ہے جس کو صوفی لوگ اپنی اصطلاح میں فنا کہتے ہیں اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ (الفاتحہ:۶) کے معنے بھی فنا ہی کے کرتے ہیں۔ یعنی روح کے جوش اور ارادے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہو جائیں اور اپنے جذبات اور نفسانی خواہشیں بالکل مر جائیں۔ بعض انسان جو اللہ تعالیٰ کی خواہش اور ارادے کو اپنے ارادوں اور جوشوں پر مقدم نہیں کرتے وہ اکثر دفعہ دنیا ہی کے جوشوں اور ارادوں کی ناکامیوں میں اس دنیا سے اُٹھ جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر کو مقدمات میں بڑی مصروفیت رہتی تھی اور ان میں وہ یہاں تک منہمک اور محو رہتے تھے کہ آخر ان ناکامیوں نے ان کی صحت پر اثر ڈالا اور وہ انتقال کر گئے۔ اور بھی بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے ارادوں کو خدا پر مقدم کرتے ہیں۔ آخر کار اس تقدیم ہوائے نفس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے اور بجائے فائدہ کے نقصان عظیم اُٹھاتے ہیں۔

اسلام پر غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ ناکامی صرف جھوٹے ہونے کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ جب خدائے تعالیٰ کی طرف سے التفات کم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے جو اس کو نامراد اور ناکام بنا دیتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو بصیرت رکھتے ہیں جب وہ دنیا کے مقاصد کی طرف اپنے تمام جوش اور ارادے کے ساتھ جھک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو نامراد کر دیتا ہے۔ لیکن سعیدوں کو وہ پاک اصول پیش نظر رہتا ہے جو احساسِ موت کا اُصول ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ جس طرح ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے یا جس طرح پر اور کوئی بزرگ خاندان فوت ہو گیا ہے اسی طرح پر مجھ کو ایک دن مرنا ہے اور بعض اوقات اپنی عمر پر خیال کر کے کہ بڑھاپا آ گیا اور موت کے دن قریب ہیں خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں عُمریں علی العموم ایک خاص مقدار تک مثلاً ۵۰ یا ۶۰ تک پہنچتے ہیں۔...... اس طرح پر اپنے خاندان کی عمروں کا اندازہ اور لحاظ بھی انسان کو احساسِ موت کی طرف لے جاتا ہے۔

غرض یہ بات خوب ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آخر ایک نہ ایک دن دنیا اور اس کی لذّتوں کو چھوڑنا ہے تو پھر کیوں نہ انسان اُس وقت سے پہلے ہی اِن لذّات کے ناجائز طریقِ حصول چھوڑ دے۔ موت نے بڑے بڑے راستبازوں اور مقبولوں کو نہیں چھوڑا۔ اور وہ نوجوانوں یا بڑے سے بڑے دولتمند اور بزرگ کی پروا نہیں کرتی۔ پھر تم کو کیوں چھوڑنے لگی۔ پس دنیا اور اس کی راحتوں کو زندگی کے منجملہ اسباب سے سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا ذریعہ۔ سعدی نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے ؎

خوردن برائے زیستن وذکر کردن است تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

یہ نہ سمجھو کہ خدا ہم سے خواہ مخواہ خوش ہو جائے اور ہم احتظاظ میں رہیں۔ مگر ایسے اندھوں کو اگر خدا کی طرف سے ہی پروانہ آ جائے تو وہ ان لذتوں کو جو جسمانی خواہشوں اور ارادوں کی پیروی میں سمجھتے ہیں نہ چھوڑیں گے اور ان کو اس لذت پر جو ایک مومن کو خدا میں ملتی ہے ترجیح دیں گے۔ خدا تعالیٰ کا پروانہ موجود ہے جس کا نام قرآن شریف ہے جو جنت اور ابدی آرام کا وعدہ دیتا ہے مگر اس کی نعمتوں کے وعدہ پر چنداں لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور عارضی اور خیالی خوشیوں اور راحتوں کی جستجو میں کس قدر تکلیفیں غافل انسان اُٹھاتا اور سختیاں برداشت کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی راہ میں ذرا سی مشکل کو دیکھ کر بھی گھبرا اُٹھتا اور بدظنی شروع کر دیتا ہے۔ کاش وہ ان فانی لذتوں کے مقابلہ میں ان ابدی اور مستقل خوشیوں کا اندازہ کر سکتا۔ ان مشکلات اور تکالیف پر فتح پانے کے لئے ایک کامل اور خطا نہ کرنے والا نسخہ موجود ہے جو کروڑہا راستبازوں کا تجربہ کردہ ہے۔ وہ کیا؟ وہ وہی نسخہ ہے جس کو نماز کہتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۸ تا ۲۰ مطبوعہ لندن)

نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے۔ والدین کا شکر بھی واجب ہے بالخصوص ماں کا جس نے اس کی پرورش کی

والدہ مرحومہ کی یاد میں اور ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر حضور ایدہ اللہ کی طرف سے غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے مناسب امداد کا انتظام کرنے کا اعلان

(قرآن مجید، احادیث نبویہ، لغت، اقوال بزرگان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور اور شاکر کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱؍فروری ۲۰۰۳ء)

(لندن ۲۱؍فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آج کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ شکور اور شاکر کا مضمون بیان ہوگا۔ حضور نے سب سے پہلے شکور اور شاکر کے لغوی معانی پیش کرتا ہوئے بتایا کہ شکر، نعمت کو مدنظر رکھنے اور اس کا اظہار کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی ضد کفر ہے۔ جس کا مطلب ہے: نعمت

کو بھول جانا اور اس کو چھپانا۔ دابۃٌ شکورٌ ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کا صحتمند ہونا اس کے مالک کی توجہ سے پالنے کی طرف اشارہ کرتا ہو۔

شکر تین طرح سے ممکن ہے ۔دل کا شکر۔ نعمتوں کا تصور کر کے انہیں مدنظر رکھنا۔ زبان کا شکر۔ یعنی انعام کرنے والے کی تعریف کرنا۔ تمام اعضاء کا شکر ادا کرنا۔ یعنی نعمت کا بدلہ اس طرح چکانا جس طرح کہ اس کو بدلہ دینے کا حق ہے۔ جیسے فرمایا: اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا۔

جب اللہ تعالیٰ کو شکر سے متّصف کیا جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام فرمانا ہے۔ الشکور، خدا تعالیٰ کی صفت ہے جس کا مطلب ہے کہ بندوں کے تھوڑے عمل بھی اس کے ہاں بڑھتے رہتے ہیں اور وہ انہیں بڑھا چڑھا کر بدلہ دیتا ہے اور اس کا اپنے بندوں سے شکر یہ ہے کہ وہ انہیں بخش دیتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر نہیں کرتا۔ اور جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدم ذکر کفر یعنی ناشکری ہے۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہ ہے جو اُن میں سے لوگوں کا سب سے زیادہ شکر گزار ہو۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے، اس پر میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں، پہلے بھی اور بعد کے بھی تو آپ کیوں اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں خدا کا عبد شکور نہ بنوں۔ جس نے مجھ پر اتنا احسان کیا ہے کیا میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کی عمریں بڑھا دیتا ہے اور انہیں شکر بجالانا سکھلا دیتا ہے۔ تو شکر بجالانے کا فن بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ وہ سکھائے تو انسان سیکھتا ہے ورنہ کچھ نہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آجکل ایک ملامتی فرقہ ہے جو جان بوجھ کر گندے اور برے کپڑے پہنتے ہیں تا کہ کسی کو پتہ نہ لگے کہ وہ کیا ہیں؟ یہ نہایت نامعقول حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس نے جو نعمت عطا کی ہو اس کو وہ ظاہر کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم کا یہی طریق تھا، آپ کو بعض دفعہ خوبصورت لباس دیا گیا آپ نے وہ لباس پہنا۔ یہ الگ بات ہے کہ صحابہ میں سے بعض نے مانگ لیا تا کہ اس کے ساتھ ان کا کفن بن جائے۔ مگر بہرحال رسول اکرم ﷺ نے اس سے گریز نہیں فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ سب سے اچھی جو جزا ہے وہ یہ دعا ہے جَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء یا جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ جو ایسی بات کہے اس نے شکر کی انتہا کردی۔

مختلف بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ شکور ایسا بندہ ہے کہ جب کچھ دیا جاتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور جب آزمایا جاتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کتاب التعاریف میں لکھا ہے کہ شاکر وہ شخص ہے جو عیش اور آرام پر شکر ادا کرتا ہے جبکہ شکور ایسا شخص ہے جو مصیبت پر بھی شکر ادا کرتا ہے۔ حمد بجالانا بھی شکر کے اظہار کا ایک طریق ہے اس لئے ہمیں ہر کام اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے ساتھ کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ حدیث ہے اَلْحَمْدُ رَأسُ الشُّكْرِ کہ حمد شکر کی انتہا ہے۔ اس موقع پر حضور نے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت پیش کی کہ ہر کام جو اللہ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت اور بے اثر ہوتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ آنحضرتؐ کو جب کوئی خوشی کی خبر پہنچتی یا آپ کو کوئی بشارت ملتی تو آپ اللہ تعالیٰ کے شکرانہ کے طور پر سجدہ میں گر جایا کرتے تھے اور یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ کہ سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو اپنی نعمتوں کے ذریعہ سے نیکیوں کو کمال تک پہنچاتا ہے اور جب کسی بات کو ناپسند فرماتے تو یہ دعا کرتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ یعنی میں ہر حال میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسان پر اپنے والدین کا شکر بھی واجب ہے بالخصوص ماں کا جس نے اس کی پرورش کی اس کو پالا پوسا، علم اور آداب وغیرہ سکھائے۔ ایک دفعہ حضرت عمر کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ میں اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے ہوں کیا ایسا کرنے سے میں اپنی ماں کے احسان کا بدلہ چکا سکتا ہوں؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرگز نہیں، بلکہ ایک گھونٹ دودھ کا قرض بھی ادا نہیں کرسکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کمزورں کے حالات پر نظر کرنے سے خدا کا شکر پیدا ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے جو تم میں سے کم درجہ والا ہے اس کی طرف دیکھو اور اُس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر اور اچھی حالت میں ہے اس سے تم اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کرو گے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کا بچہ فوت ہو جائے اور وہ اس پر انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون پڑھ دے اور کوئی شکوہ نہ کرے تو خدا تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرواور اس کو بیت الحمد کا نام دو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ایک ارشاد پیش کیا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ حقوق و فرائض پر ہر وقت نگاہ رکھنا مومن کے لئے ایک مستحب کام ہے۔ مصائب میں صرف اللہ پر بھروسہ ہونا چاہئے جس کے لئے انا للہ پڑھنا ضروری ہے۔ انسان پر جو مصیبت آتی ہے یہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اس لئے انسان کو ایسے موقع پر شکر کرنا چاہئے کیونکہ اس کے نتیجے میں قیامت کے روز مواخذہ نہیں ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب اس مختصر خطبے کے بعد میں شکر نعمت کے طور پر اپنی والدہ مرحومہ کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت مہربان وجود تھیں ہمیشہ انہوں نے مجھے بھی غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے کی تربیت دی۔ غریب بچیوں کے جہیز کا انتظام کیا کرتی تھیں اور بہت سی ایسی بچیاں تھیں یا دوسری غریب جن کے جہیز کا آپ نے ہمیشہ انتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزاء دے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب ان کی یاد میں اور ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی بیٹیاں بیاہنے والے ہیں اور غربت کی وجہ سے ان کو کچھ دے نہیں سکتے۔ کچھ تھوڑے بہت کپڑے، کچھ سنگھار کی چیزیں یہ تو لازمی ہیں اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جن کی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے حسب توفیق میں اپنی طرف سے بھی کچھ ان کو پیش کرتا ہوں وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں ان کا مناسب گزارہ ہو جائے گا۔ اگر میرے اندر اتنی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی جماعت غریب نہیں ہے بہت روپیہ ہے جماعت کے پاس۔ تو انشاء اللہ جماعت کے کسی فنڈ سے ان کی امداد کردی جائے گی مگر ان کو توفیق مل جائے گی کہ ان کی بیٹیاں بخیر وخوبی اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے اور جس حد تک مجھ میں توفیق ہے میں انشاء اللہ ضرور ان کی مدد کروں گا اور اللہ ان کو آسانی کے ساتھ رخصت کرے۔

غزل

دیدۂ نمناک کا تازہ شمارہ دیکھنا
ق قسمت کا سرمژگاں ستارہ دیکھنا

خود بخود پاؤں کھنچے جاتے ہیں سولی کی طرف
اس بلندی سے ہمیں کس نے پکارا دیکھنا

عین ممکن ہے انہیں میں ہو نیا چہرہ کوئی
بارہا دیکھے ہوئے چہرے دوبارہ دیکھنا

دن دہاڑے پی لیا دریا کا پانی ریت نے
آ ملے گا اب کنارے سے کنارا دیکھنا

عقل اگر ٹکرا گئی ناحق دلِ نادان سے
تم کھڑے ہو کر کنارے پر نظارہ دیکھنا

حلقہ کوئے ملامت میں شمولیت کے بعد
کیا منافع دیکھنا اور کیا خسارہ دیکھنا

رات دن دیتے رہو دستک درِ فریاد پر
زہر فرقت کا نہ ہو جائے گوارا دیکھنا

منتظر مت رہنا بزم ناز میں فرمان کا
آنکھ کا ارشاد ۔ ابرو کا اشارہ دیکھنا

مَیں غلام ابنِ غلام ابنِ غلام
میری جانب بھی کبھی مڑ کر خدارا دیکھنا

گم نہ ہو جاؤ کہیں آواز کے آشوب میں
لفظ کے غم کا نہ مضطر گوشوارہ دیکھنا

(چوھدری محمد علی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام

دُرِّثمین فارسی کے محاسن

بلحاظ فصاحت و بلاغت

(تحریر: میاں عبدالحق رامہ (مرحوم) منشی فاضل، بی۔ اے)

ذات باری تعالیٰ کا عشق

بعض شاعر اور مصنف تو اپنی کتب کی ابتدا رسمی طور پر حمد اور نعت سے کرتے ہیں کیونکہ قدیم سے یہی رواج چلا آرہا ہے۔ لیکن جن بزرگوں نے پورے شوق اور اخلاص سے اس کوچہ میں قدم رکھا ہے ان میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے اس رواج کے مطابق بھی حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے نام سے ہر کام کی ابتدا کرنا بڑی برکات کا موجب ہے۔ لیکن آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اپنے کلام میں جگہ جگہ بار بار خدائے برتر کی صفات بیان کرنے کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ چنانچہ آپ کے کلام میں سب سے زیادہ جن امور کا ذکر آتا ہے وہ عشق باری تعالیٰ اور محبت رسول کریمؐ ہی ہیں اور آپ ایسے والہانہ طریق پر ان کا ذکر کرتے ہیں کہ قاری کا دل بھی انہی کیفیات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کی ابتدا میں فرماتے ہیں:۔

محبت تو دوائے ہزار بیماری است
بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری است
پناہ روئے تو جُستن نہ طَورِ مستان است
کہ آمدن بہ پناہت کمال ہشیاری است
متاعِ مہرِ رُخِ تو نہاں نخواہم داشت
کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو ز غدّاری است
برآں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم
کہ جاں بیار سپردن حقیقت یاری است

(درثمین صفحہ ۱۷۵)

(تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے۔ تیرے ہی منہ کی قسم کہ اسی گرفتاری میں اصل آزادی ہے۔ تیرے چہرے کی پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا کام نہیں کیونکہ تیری پناہ میں آنا تو بڑے ہی ہشیار لوگوں کا کام ہے۔ مَیں تیری محبت کی پونجی کو کبھی نہیں چھپاؤں گا کیونکہ تیرے عشق کو چھپانا بھی ایک قسم کی غداری ہے۔ مَیں اسی دھن میں ہوں کہ سر اور جان تجھ پر قربان کردوں کیونکہ اپنے آپ کو محبوب کے سپرد کر دینا ہی یاری کی حقیقت ہے۔)

دیکھئے صرف چار شعر ہیں جو ذات باری تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہے گئے ہیں۔ لیکن راز و نیاز کی کوئی رمز نہیں جو ان سے باہر رہ گئی ہو۔ ذیل میں ان اشعار کے مطالب ذرا تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں:

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

(داستان بہت لذیذ تھی اس لئے مَیں نے اس کے بیان کو بہت طول دیا۔)

ہزار فارسی زبان میں گنتی کا آخری لفظ ہے۔ اس لئے یہاں اس سے بیشمار مراد ہے۔ بیماری سے مراد ہر وہ خیال اور عمل ہے جو انسان کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی نشوونما کے لئے مضر ہو۔ اور اس سب کا علاج اپنے پروردگار کی محبت میں ہے۔ دوسرے مصرع میں آپ قسم کھاتے ہیں۔ قسم بھی علم بلاغت کی رو سے حسن کلام کو بڑھانے کا ایک عجیب ذریعہ ہے بشرطیکہ جس چیز کی قسم کھائی جائے وہ زیرِ نظر معاملہ کے لئے شاہد صادق کا درجہ رکھتی ہو۔ یہاں آپ نے محبوب کے چہرہ کو بطور گواہ پیش کیا ہے۔ محبت کی وارداتوں کے لئے محبوب کے چہرہ سے زیادہ سچا گواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ کیونکہ چہرہ ہی حسن کی اصل جلوہ گاہ ہے اور حسن ہی محبت کا باعث بنتا ہے۔ پس جب انسان کسی کی محبت میں گرفتار ہو جائے تو اسے اور کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ گویا وہ ہر دکھ تکلیف سے چھوٹ جاتا ہے۔ بلکہ محبوب کی راہ میں اسے جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ اس کے لئے لذت اور سکون کا باعث اور محبوب کی توجہ کو اپنی طرف پھرانے کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ لہذا عاشق صادق ایسی تکالیف بخوشی برداشت کرتا ہے اور ترقی کرتا کرتا ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ محبوب کی راہ میں قربانی پیش کرنے کے سوا اور کوئی چیز اس کے لئے خوشی اور راحت کا باعث نہیں رہ جاتی۔ اس رہائی کے اور بھی پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ راضی برضا ہو جانا جیسے فرمایا:

دل نہادن در آنچہ مرضیٔ یار
صبر زیرِ مجاریٔ اقدار

(درثمین صفحہ ۴۱)

(جو یار کی مرضی ہو اس پر راضی ہونا اور جاری شدہ قضا و قدر پر صبر کرنا۔)

کیونکہ جو سختی اپنی خوشی اور مرضی سے برداشت کی جائے اس کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبّ سے پیار کرنے اور اس کی تائید میں لگ جاتا ہے۔ جیسے فرمایا:

غلامِ درگہش باش و بعالم بادشاہی کن
نباشد بیم از غیرے پرستان حضرت را
تو ز دل سوئے یار خود بیا تا نیز یار آید
محبت مے کشد با جذبِ روحانی محبت را

(درثمین صفحہ ۳۰۹)

(اس کی درگاہ کا غلام بن اور دنیا پر حکومت کر۔ خدا پرستوں کو اور کسی سے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ تو دل سے اپنے یار کی طرف آجا تا وہ بھی تیری طرف آئے کیونکہ جذب روحانی کی وجہ سے ایک محبت دوسری محبت کو کھینچتی ہے۔)

پس دکھ اور تکلیف تو دُور کی بات ہے، انہیں اس کا خدشہ بھی نہیں رہتا۔

گرفتاری اور رہائی میں صنعت تضاد ہے۔ (اسے طباق بھی کہتے ہیں۔ یعنی کلام میں ایسے دو الفاظ کا آنا جن کے معنوں میں تقابل تضاد ہو۔) گرفتار اس لئے کہا کہ محبت اپنی کوشش سے پیدا نہیں کی جا سکتی۔ جب حالات سازگار ہوں تو یہ خود بخود چمک اٹھتی ہے۔ انسان کے اپنے اختیار کی بات نہیں۔ اس شعر کے مضمون کو ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا:

بجز اسیریٔ عشقِ رُخش رہائی نیست
بدردِ او ہمہ امراض را دوا باشد

(درثمین صفحہ ۲۷۳)

(اس کے چہرہ کی قید کے سوا کہیں کوئی آزادی نہیں۔ اس کا درد ہی سب بیماریوں کا علاج ہے۔)

پھر اسی مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

کشاد کار بدل بستن است در محبوب
چہ خوش رخے کہ گرفتار او رہا باشد

(درثمین صفحہ ۲۷۶)

(محبوب سے دل لگانے میں ہی اصل کامیابی ہے۔ وہ چہرہ کیا ہی مبارک ہے جس کا گرویدہ دراصل آزاد ہے۔)

دوسرے شعر کے الفاظ مستان اور ہشیاری میں بھی صنعت تضاد ہے۔ اس شعر کا پورا مفہوم سمجھنے کے لئے پناہ اور مستان کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے۔ کسی چیز کی پناہ لینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز کسی دکھ یا خطرہ سے محفوظ کر دے۔ اور مست سے یہ مراد ہے کہ کسی نشہ سے ہوش کھو بیٹھے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ جب لوگ کسی ایسے مست کو دیکھتے ہیں جس نے شراب وغیرہ کوئی نشہ نہ کیا ہو تو کہتے ہیں یہ جلوۂ محبوب کو برداشت نہیں کر سکا۔ اس لئے عقل کھو بیٹھا اور پاگل ہو گیا۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ تم اسے پاگل مت خیال کرو کیونکہ جسے تم بے عقل اور بے وقوف سمجھتے ہو وہ تو عاقلوں کا عاقل ہے۔ ہرگز مست بمعنی پاگل نہیں۔ وہ بہت ہوشیار ہے جو حسن حقیقی سے آشنائی پیدا کر کے دنیا جہان کی جھوٹی لذتوں سے بے نیاز ہو گیا اور سب مصائب سے چھٹکارا پا گیا۔ اسی مفہوم کو حافظ شیرازی نے یوں بیان کیا ہے:

خیال زلف تو پختن نہ کار خامان است
کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریست

(اس کی زلفوں کا دھیان جمائے رکھنا اناڑیوں کا کام نہیں۔ کیونکہ ان لڑیوں کے نیچے جانا (یعنی ان کی پناہ لینا) تو عیاری کا طریق ہے۔)

لیکن یہ شعر اتنا فصیح و بلیغ نہیں جتنا حضرت اقدسؑ کا شعر ہے۔

مستان کے لفظ کی تشریح ایک جگہ حضرت اقدس نے خود بیان فرمائی ہے۔ یعنی "جن کے دلوں کو ان کے دوست حقیقی نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور ان کے دلوں میں بے قراریاں پیدا کیں۔ یہاں تک کہ ان کے دلوں پر محویت اور سُکر اور عاشقوں کا سا جنون آگیا۔ سو فنا نظری کی حالت اور جذب مادی کے وقت ان کے منہ سے کچھ ایسی باتیں نکل گئیں اور بعض واردات ان پر ایسے وارد ہوئے کہ وہ عشق کی مستی سے بیہوشوں کی طرح ہو گئے"۔

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۷۵)

تیسرے شعر میں متاع کا لفظ بہت پُر لطف ہے۔ مراد یہ ہے کہ عاشق کے لئے جو کچھ ہے تیرے رخ روشن کی محبت ہے، یہی اس کی کمائی ہے، مال و دولت ہے، پونجی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس اور کچھ نہیں۔ لیکن یہ کوئی معمولی چیز نہیں، حاصل زندگی ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جو کسی خوش قسمت کو ہی ملتی ہے اور اسے دنیا جہان سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اسے ایک ہی چیز یاد رہ جاتی ہے۔ اَللّٰہ ھُو، اَللّٰہ ھُو۔

اس دولت کے چھپانے کو حضرت اقدس نے غداری قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ عشق (کی دولت) کوئی قابل شرم یا ادنیٰ حیثیت کی چیز نہیں بلکہ یہ عطاء الٰہی ایسا خزانہ ہے جس کی کہیں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ پس اس کو چھپانا معطیٔ حقیقی کی ناشکری اور گستاخی ہوگی۔ نیز اس دولت کے ملنے پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہو جاتی ہیں۔ یعنی اس دولت سے بنی نوع انسان کی خدمت کرنا اور اس کے منبع سے خلق خدا کو روشناس کرانا۔ اگر کوئی شخص یہ ذمہ داریاں ادا نہیں کرتا تو گویا وہ محبوب حقیقی سے غداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے جس طرح اس دولت کو لٹایا وہ ظاہر و باہر ہے۔ آپ نے اس شمع حسن کے پروانوں کی، ہزاروں کی نہیں، لاکھوں کی ایک جماعت پیدا کی جس کی مثال رسول مقبول ﷺ کے ابتدائی فدائیوں (صحابہ کرامؓ) کے سوا اور کہیں نہیں ملتی اور جس میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔

چوتھے شعر کو سمجھنے کے لئے رندی سے بھی کچھ واقفیت ہونی چاہئے۔ اس سے ہر جگہ کوئی غیر اخلاقی امر مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنی جان اور عزت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آگے بڑھ کر محبوب کا دامن تھام لیا جائے، اسے جرأت رندانہ کہتے ہیں۔ جس طرح دیوانگی سے ہر جگہ فقدان عقل مراد نہیں ہوتی، اسی طرح رندی سے بھی ہمیشہ کوئی گناہ کی بات متصور نہیں ہوا کرتی۔ حضرت اقدس نے ﴿ظَلُوْمًا جَھُوْلًا﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"یہ دو لفظ ظلم اور ضلالت اگرچہ ان معنوں پر بھی آتے ہیں کہ کوئی شخص جادۂ اعتدال اور انصاف کو چھوڑ کر اپنی شہوات غضبیہ یا بہیمیہ کا تابع ہو جائے۔ لیکن قرآن کریم میں عُشاق کے حق میں بھی آئے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں عشق کی مستی میں اپنے نفس اور اس کے جذبات کو پیروں کے نیچے کچل دیتے ہیں۔ اسی کے مطابق حافظ شیرازی کا یہ شعر ہے:

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

(آسمان اس امانت کا بوجھ نہ اٹھا سکا۔ اس کام کا قرعۂ فال مجھ دیوانہ کے نام پر ہی نکلا۔)

اس دیوانگی سے حافظ صاحب حالت تعشّق اور شدّت حرص اطاعت مراد لیتے ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۷۳۔۱۷۴)

اسی طرح رندی سے مراد شدت عشق کی دیوانگی ہے جو ہر قسم کی جرأت پر آمادہ کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اپنی ایک تقریر میں جامی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

(ناامید بھی مت ہو کیونکہ (محبت الٰہی کی) شراب پینے والے رند بعض دفعہ اچانک ایک ہی نعرہ مستانہ سے اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں۔)

یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگوں نے اپنے آپ کو

رندقرار دیا ہے ۔......۔حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں:

عاشق و رند و نظر بازم و میگویم فاش
تا بدانی کہ بچندیں ہنر آراستہ اَم

(مَیں صاف کہتا ہوں کہ عاشق ہوں، رند ہوں، نظر باز ہوں۔تا تجھے معلوم ہو کہ مَیں کتنے ہنروں سے آراستہ ہوں۔)

حضرت اقدسؑ اسی جرأت رندانہ کے اظہار کے لئے فرماتے ہیں کہ مجھے نہ اپنی جان جانے کا خوف ہے ،نہ عزت برباد ہونے کا فکر ہے۔اے مالک مَیں تیرا سچا عاشق ہوں اسی لئے کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس دُھن میں ہوں کہ اپنے آپ کو تجھ پر فدا کردوں۔ کیونکہ سچی اور حقیقی دوستی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے آپ کو کلیۃً محبوب کے حوالے کر دیا جائے۔جس طرح ایک عورت جس کے رگ وریشہ میں کسی کی محبت رچ جائے تو وہ سب عواقب کو نظر انداز کر کے یہی چاہتی ہے کہ اپنے آپ کو محبوب کے حوالے کردے۔عشق کی انتہا یہی ہے۔کیا محبوب حقیقی کے عاشق اس سے پیچھے رہ سکتے ہیں؟

ایک جگہ حضرت اقدس عشق کو ایک الگ ہستی قرار دے کر اسے مخاطب کرتے ہیں (علم بیان میں اسے استحضار کہتے ہیں)۔ یہ بھی عشاق کی ایک ادا ہے۔کبھی اپنے آپ سے باتیں کرتے ہیں،کبھی کسی جانور کے آگے اپنا دکھ کھولتے ہیں،کبھی ستاروں سے شکایت کرتے ہیں،کبھی بادصبا کو اپنا رازدار بناتے ہیں۔اور گونا گوں واردات عشق کا ذکر کرتے ہیں ۔مندرجہ ذیل اشعار میں ایک رنگ کا گلہ بھی ہے،احسانمندی کا اقرار بھی ۔ ساتھ ہی اس راہ کے مصائب اور ان کی لذت کا اظہار بھی ہے۔کیا راز و نیاز ہے۔فرمایا:

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی
ہمہ مجموع دو عالم تو پریشاں کردی
ہمہ عشاق تو سرگشتہ وحیراں کردی
ذرّۂ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی
وَہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوۂ فیض
درِ رفتن بِزَدی آمدن آساں کردی
ہوشمندانِ جہاں را تو کنی دیوانہ
اے بسا خانۂ فطنت کو تو ویراں کردی

(اے محبت تو نے عجیب رنگ دکھائے ۔یار کی راہ میں زخم اور مرہم دونوں برابر کردئے ۔ دونوں جہانوں کے بےفکروں کو تُو نے پریشان کردیا ۔تمام عاشقوں کو تو نے سرگرداں اور حیران کردیا۔ تُو ایک تجلی سے ذرہ کو سورج بنا دیتی ہے ۔کتنی ہی خاک جیسی ہستیاں ہیں جنہیں تُو نے روشن چاند بنا دیا۔واہ وا تُو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک ہی تجلی سے جانے کا راستہ بند کردیا اور آنا آسان بنا دیا۔دنیا کے عقلمندوں کو تُو دیوانہ بنا دیتی ہے اور بہت سے عقل ودانش کے ٹھکانوں کو تُو نے ویران کردیا۔)

جان خود کس ندہد برکس از صدق و وفا
راست این است کہ ایں جنس تو ارزاں کردی
برتو ختم است ہمہ شوخی و عیاری و ناز
ہیچ عیار نباشد کہ نہ نالاں کردی
ہر کہ در مجمرت اُفتاد تو بریاں کردی
ہر کہ آمد برِ تو شاد تو گریاں کردی
تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی
اے تپ عشق بایزد کہ بدیں خونخواری
کافر استی مگرم مردِ مسلماں کردی

(درثمین صفحہ ۴۸۷۔۴۸۸)

(کوئی شخص کسی کے لئے ثابت قدمی اور وفاداری سے جان نہیں دیتا۔سچ ہے کہ تو نے اس جنس کو سستا کردیا ہے۔تجھ پر شوخی، چالاکی، نازسب ختم ہیں۔ سچ یہ ہے کہ کوئی چالاک ایسا نہیں جسے تو نے نہ رلایا ہو۔ جو کوئی تیری بھٹی میں گرا تُو نے اسے بھون ڈالا اور جو کوئی تیرے پاس خوش خوش آیا تو نے اسے رُلا کے چھوڑا۔مَیں جب تک دیوانہ نہ بنا میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے ۔اے جنون عشق مَیں تجھ پر قربان تو نے کتنا احسان کیا۔اے تپ عشق قسم بخدا تو نے ایسا خونخوار کافر ہوتے ہوئے مجھے مسلمان مرد بنادیا۔)

حضرت اقدس نے ان مطالب کو دوسری جگہوں میں بھی مختلف رنگوں میں بیان فرمایا ہے ۔مثلاً ’’ ایں جنس تو ارزاں کردی‘‘ کے متعلق دیکھئے:

عشق است کہ برخاک مذلّت غلطاند
عشق است کہ برآتشِ سوزاں بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جان نہ فشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

(درثمین صفحہ ۱۲۵)

(یہ عشق ہی ہے جو ذلّت کی خاک پر لوٹاتا ہے۔ یہ عشق ہی ہے جو جلتی آگ پر بٹھاتا ہے۔کوئی کسی کے لئے نہ سر دیتا ہے نہ جان چھڑکتا ہے۔یہ عشق ہی ہے جو یہ کام پورے خلوص سے کرواتا ہے۔)

’’اے تپ عشق‘‘ کے متعلق فرماتے ہیں:

مرا نہ زہد وعبادت نہ خدمت وکارے است
ہمیں مرا است کہ جانم رہین دلدارے است
چہ لذتے است بروئیش کہ جاں فدائیش باد
چہ راحتے است بکوئیش اگرچہ خوں بارے است
دوائے عشق نخواہم کہ آں ہلاکت ما است
شفاء ما بہمیں رنج و درد و آزارے است

(درثمین صفحہ۲۹۷)

(میرے پاس نہ زہد ہے، نہ عبادت، نہ خدمت نہ کوئی اور کارنامہ ۔میرے لئے یہی کافی ہے کہ میری جان کسی محبوب کی گرویدہ ہے۔اس کے چہرے میں کتنی لذت ہے۔میری جان اس پر فدا ہو اس کی گلی میں کتنی راحت ہے اگرچہ وہاں خون برستا ہے۔یہ عشق کا علاج نہیں چاہتا کیونکہ اس میں ہم عاشقوں کی ہلاکت ہے۔ ہماری شفا اسی رنج ودرد اور دکھ میں ہے۔)

ایک جگہ مظاہر قدرت کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کی دلیل ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں:

حمد و شکر آں خدائے کردگار
کز وجودش ہر وجودے آشکار
ایں جہاں آئینہ دارِ رُوئے اُو
ذرّہ ذرّہ رہ نماید سوئے اُو
کرد در آئینۂ ارض و سما
آں رخِ بے مثل خود جلوہ نما
ہر گیاہے عارف بُنگاہِ اُو
دست ہر شاخے نماید راہ اُو
نور مہر و مہ ز فیض نور اوست
ہر ظہورے تابع منشور اوست
ہر سرے سِرّے ز خلوت گاہ اُو
ہر قدم جوید درِ باجاہ اُو
مطلب ہر دل جمال روئے اوست
گمرہے گرہست بہر کوئے اوست
مہر و ماہ و انجم و خاک آفرید
صد ہزاراں کرد صنعتہا پدید
ایں ہمہ صنعش کتاب کار اوست
بے نہایت اندریں اسرار اوست

(درثمین صفحہ ۴۰۲۔۴۰۳)

ان اشعار کے حسن اور خوبیوں کے متعلق کیا کہا جائے، کیا نہ کہا جائے۔حضرت اقدس نے تو اپنا کلیجہ نکال کر کاغذ پر رکھ دیا ہے۔کلیجہ بھی ایسا جو عشق الٰہی سے سرشار اور رموز معرفت کا رازداں ہے۔ان اشعار کی فصاحت وبلاغت دیکھئے ۔مگر خدارا فصاحت وبلاغت کے اصطلاحی فنون کی تلاش میں نہ لگ جایئے کہ یہاں کیسا استعارہ ہے اور وہاں کون کون سے صنائع بدائع ہیں۔سب کچھ ہے مگر اس طرف توجہ کرنے سے اصل مطالب نظرانداز ہو سکتے ہیں۔لہذا فصاحت وبلاغت کے حقیقی معنوں کے ماتحت ان اشعار پر غور فرمایئے۔ کیسی صفائی ہے (سلاست) ،کیسی وضاحت ہے (فصاحت)۔ کس طرح دل میں اترے جاتے ہیں (بلاغت)۔ ہر شعر ایک بے داغ ہیرا ہے۔ایک چمکتا ہوا موتی ہے ۔غرض نظم کیا ہے معانی کا ایک دریا ہے۔ جو تیزی سے بہتا چلا جارہا ہے۔فرمایا:

اس پروردگار عالم کرنی ہار خدا کی تعریف اور شکر ہے جس کے وجود سے باقی سب وجود ظاہر ہوئے۔ یہ جہان اس کے رخ مبارک کے آگے گویا خادم کی طرح آئینہ لئے کھڑا ہے۔ بلکہ ذرّہ ذرّہ (اپنی ذات کے عجائبات کے ذریعہ) اس کی طرف رہنمائی کررہا ہے۔ وہ زمین وآسمان کے آئینہ میں اپنے بے مثل چہرے کے جلوے دکھا رہا ہے ۔گھاس کا ہر تنکا اس کی بارگاہ سے متعارف کراتا ہے۔اور درختوں کی ہر شاخ (ہاتھ کی مانند) اسی کی راہ کی طرف اشارہ کررہی ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی اسی کے نور کی مرہون منت ہے اور ہر چیز کا ظہور اسی کے فرمان کے ماتحت ہے۔ ہر سر اس کی بارگاہ یکتائی کا ایک ناقابل فہم عجوبہ ہے۔ ہر قدم اسی کے باعظمت دروازہ کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ ہر شخص کی دلی مراد اسی کے چہرہ کے جمال کا دیدار ہے۔اور اگر کوئی شخص راستہ بھول گیا ہے تو اسی کی گلی ڈھونڈتا ہوا بھولا ہے۔ اسی نے سورج، چاند، ستاروں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور دوسری لاکھوں کاریگریاں ظاہر کیں۔ یہ سب دستکاری اسی کے کاموں کی کھلی کتاب ہے۔جس میں بے انت بھید ہیں۔اس نے یہ کتاب اس لئے ہماری آنکھوں کے سامنے رکھی ہے تاہم اس کے ذریعہ اس تک پہنچنے کا راستہ یاد کرلیں۔

ذات باری تعالیٰ کے لئے حضرت اقدس کی والہیت اور شیفتگی ملاحظہ فرمایئے:۔

سخن نزدم مراں از شہر یارے
کہ ہستم بر درے امید وارے
خداوندیکہ جاں بخش جہان است
بدیع و خالق و پروردگارے
کریم و قادر و مشکل کشائے
رحیم و محسن و حاجت برارے
فتادم بر درش زیرا کہ گویند
برآید در جہاں کارے ز کارے
چو آں یار وفادار آیدم یاد
فراموشم شود ہر خویش و یارے
بغیر او چساں بندم دل خویش
کہ بے رُویش نمے آیلا قرارے
دلم در سینۂ ریشم مجوئید
کہ بستیمش بداماں نگارے
دل من دلبرے را تخت گاہے
سر من در رہ یارے نثارے
چہ گویم فضل او برمن چگون ست
کہ فضل اوست ناپیدا کنارے
عنایت ہائے او را چوں شمارم
کہ لطف اوست بیروں از شمارے
مرا کاریست با آں دلستانے
ندارد کس خبر زاں کاروبارے
بنالم بر درش زاں ساں کہ نالد
بوقت وضعِ حملے باردارے
مرا باعشقِ او وقتے ست معمور
چہ خوش وقتے چہ خرّم روزگارے
ثناہا گویمت اے گلشنِ یار
کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

(درثمین صفحہ ۲۴۲۔۲۴۳)

(میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر مت کرو کیونکہ میں تو کسی اور ہی دروازہ پر امیدوار ہوں (یعنی اس آقا کے دروازہ پر) جو دنیا کو زندگی بخشنے والا، (ہر چیز کا) موجد اور خالق اور (ان سب کی) پرورش کرنے والا ہے۔ وہ کریم ہے، قادر ہے، مشکل کشا ہے۔ رحیم و محسن اور (سب کی) ضرورتیں پوری کرنے والا ہے۔ مَیں اس کے در پر اس لئے پڑا ہوں کہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایک کام سے دوسرا کام نکل آتا ہے۔ جب وہ باوفا محبوب مجھے یاد آتا ہے تو دوسرے سب رشتہ دار اور دوست مجھے بھول جاتے ہیں ۔مَیں اس کے بغیر کس سے دل لگاؤں کہ اس کا چہرہ دیکھے بغیر مجھے چین نہیں آتا۔ میرے دل کو میرے زخمی سینہ میں مت تلاش کرو کیونکہ ہم نے اسے ایک محبوب کے دامن سے باندھ دیا ہے۔ میرا دل اپنے محبوب کے تحت ہے اور سر اس یار کی راہ میں قربان ہے ۔مَیں کیا بتاؤں کہ اس کا فضل مجھ پر کس کس طرح ہے کیونکہ اس کا فضل تو ایک ناپیدا کنار دریا ہے۔ اس کی شفقتوں کو کس طرح گنوں کیونکہ اس کی نوازشات تو حدّ شمار سے باہر ہیں۔

اس دلربا سے میرا معاملہ ایسا ہے کہ کسی کو اس کا روبار سے واقفیت پیدا کرنا ممکن نہیں ۔مَیں اس کے در پر اس طرح روتا ہوں جس طرح بچہ جننے کے وقت کوئی حاملہ عورت روتی ہے۔ میرا وقت اسی کے عشق سے پُر ہے ۔کیا اچھا وقت ہے ، کیسی شادمانی کا زمانہ ہے۔اے باغ وبہار محبوب مَیں تیری ہی ثنا کرتا رہتا ہوں کیونکہ تو نے مجھے ہر دوسرے باغ وبہار سے بے نیاز کردیا ہے۔)

غرض کہاں تک اس درثمین سے عشق الٰہی کے بیان کے پھولوں کے ہار پیش کئے جائیں جو حضرت اقدس نے موتیوں اور جواہرات جیسے اشعار سے پروئے ہیں اور وہ سب اپنی خوبصورتی اور دلکشی میں بھی اتنے لاثانی ہیں کہ انتخاب کرنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ کس کو لے اور کس کو چھوڑے۔

خطبہ جمعہ

جب انسان خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے، پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے ۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔

خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔

(غلاموں، خادموں ، پڑوسیوں ، لڑکیوں اور یتیموں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی شفقت و رحمت کے روح پرور واقعات اور حسین تعلیم کا تذکرہ۔
اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے خادموں کے ساتھ شفقت کے مختلف واقعات کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاھر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۳۱؍جنوری ۲۰۰۳ء مطابق ۳۱؍صلح ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورة التوبہ: آیت ۱۲۸) یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو۔ اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ﴾ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں“۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲۶ صفحہ ۲، مورخہ ۲۴؍جولائی ۱۹۰۲ء)

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۹ جدید ایڈیشن)

اب میں آنحضور ﷺ کے غلاموں سے سلوک کی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:۔

ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے خادم کا قصور کتنا معاف کروں؟ آپؐ پہلے تھوڑی دیر چپ رہے۔ اُس نے پھر یہی پوچھا۔ تب آپؐ نے فرمایا: ہر روز ستّر دفعہ۔ (ترمذی ۔ ابواب البرّ و الصلة۔ باب ماجاء فی ادب الخادم) یہ ستّر دفعہ ایک عدد ہے زیادہ کا اور بعینہٖ ستّر دفعہ مراد نہیں۔ مگر یہ عربی کا محاورہ ہے ستّر دفعہ سے مراد ہے کثرت کے ساتھ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ اس امت میں دوسری امتوں سے زیادہ غلام اور یتیم ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پس تم ان کا اپنی اولاد کی طرح اکرام کرو اور انہیں اس میں سے کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ پھر ہمیں دنیا میں کیا فائدہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ویسا ہی (فائدہ) جیسا کہ تم اللہ کے لئے گھوڑا پالتے ہو اور اُس پر سوار ہو کر جہاد کرتے ہو (تو تمہیں فائدہ پہنچتا ہے)، تمہارا غلام تمہارے لئے کافی ہے۔ اگر وہ نماز ادا کرتا ہے تو وہ تمہارا بھائی ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا: میں نہیں جاؤں گا، لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ میں ضرور جاؤں گا کیونکہ حضورؐ حکم دے رہے ہیں۔ بہر حال میں چل پڑا اور بازار میں کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرا اور ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور پیچھے سے میری گردن پکڑی۔ میں نے مُڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اُنَیس! جس کام کی طرف میں نے تجھے بھیجا تھا وہاں گئے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہاں! ابھی جاتا ہوں۔

انسؓ کہتے ہیں: کہ خدا کی قسم! میں نے نو سال تک حضورؐ کی خدمت کی، مجھے علم نہیں کہ آپؐ نے کبھی فرمایا ہو کہ تُو نے یہ کام کیوں کیا یا کوئی کام نہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے مجھ میں کوئی عیب نکالا۔ (مسلم ۔ کتاب الفضائل)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ زید بن حارثہؓ مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ حضرت زیدؓ حضور ﷺ سے ملنے آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے ننگے پاؤں کپڑے گھسیٹتے ہوئے اُٹھ کر گئے۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں نہ اس سے پہلے اور نہ ہی بعد میں کبھی دیکھا۔ پس آپ ﷺ نے اُن کو گلے لگایا اور چوما۔ (سنن الترمذی کتاب الاستئذان و الادب)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُسامہ بن زیدؓ دروازے کے کواڑ سے ٹکرا گیا جس کے نتیجے میں اس کی پیشانی پر زخم آ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اس کا زخم صاف کر کے اس کی تکلیف دور کرو۔ چنانچہ میں نے اس کا زخم صاف کیا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ اس کو بہلاتے ہوئے شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے رہے اور فرمایا۔ اگر اُسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے عمدہ عمدہ کپڑے پہناتا اور اسے زیور پہناتا یہاں تک کہ میں اس پر مال کثیر خرچ کرتا۔

(مُسند احمد بن حنبلؒ ۔باقی مسند الانصار ۔حدیث سیّدہ عائشہؓ)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اُسامہ بن زیدؓ کے لئے تین ہزار پانچ سو درہم اور عبد اللہ بن عمرؓ کے لئے تین ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ اس پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے اسامہؓ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی ہے؟ حالانکہ اللہ کی قسم! وہ مجھ سے زیادہ موقع پر حاضر نہیں ہوا۔ (یعنی آنحضور ﷺ کی خدمت میں مجھ سے زیادہ حاضر نہیں ہوا) تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کا باپ زیدؓ تیرے باپ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب تھا اور اسامہؓ

تجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب تھا۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے۔(سنن الترمذی کتاب المناقب)

حضرت ابوسلمۃ عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ نماز کے دوران ایک اعرابی نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرمانا۔ جب آنحضور ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو اُس اعرابی سے فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا ہے۔(ابوداؤد، کتاب الصلوۃ)

ایک صحابی سے ایک دفعہ روزے میں کوئی شرع غلطی ہوگئی۔ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ مجھے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لے چلو مگر انہوں نے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا تو اکیلے ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ انہوں نے کہا: میں تو اپنی گردن کے سوا کسی پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں غلام کہاں سے آزاد کروں۔ آپ نے فرمایا کہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! روزے کی حالت میں ہی تو یہ حرکت ہوئی ہے کیا پھر سے روزے رکھوں۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلاؤ۔ عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ ہم نے بھوک میں رات گزاری ہے۔ فرمایا کہ صدقہ کے فلاں محصل کے پاس جاؤ اور اُس سے اتنی کھجوریں لے لو اور ان کھجوروں میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر جو بچ رہے وہ خود کھاؤ۔ وہ صحابی ہنسی خوشی اپنی قوم میں آئے اور اپنی رُوداد بیان کر کے بولے کہ میں نے تمہارے پاس تنگی اور غلط رائے کے سوا کچھ نہیں دیکھا جبکہ نبی کریم ﷺ کے پاس رحمت و رأفت اور کشادگی ہی کشادگی ہے۔(ابوداؤد۔ باب فی الظھار)

یحیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بدوی مسجد کے ایک پہلو میں کھڑا ہوا اور وہاں پیشاب کر دیا اس پر لوگوں نے چلّانا شروع کر دیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اس کو کچھ نہ کہو، رہنے دو۔ اس نے جب اطمینان سے پیشاب کر دیا فرمایا ڈول میں پانی لاؤ۔ چنانچہ پانی لایا گیا اور آپ نے خود اس پیشاب والی جگہ کو دھو دیا۔(مسلم کتاب الطھارۃ باب و جوب غسل البول)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا اس کا کوئی بھائی بیمار ہو تو یہ دعا کرے: ''اے ہمارے رب! جو آسمان میں ہے، تیرا نام بہت پاک ہے، زمین و آسمان میں تیرا ہی حکم چلتا ہے۔ جیسے تیری رحمت آسمان پر ہے، اسی طرح زمین پر بھی اپنی رحمت (برسا)۔ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف فرما دے، تو تمام مقدسوں کا رب ہے۔ اپنی رحمت میں سے کچھ رحمت اور اپنی شفا میں سے کچھ شفا اس تکلیف پر بھی نازل فرما تا کہ یہ ٹھیک ہو جائے۔(سنن ابو داؤد، کتاب الطب)

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں حضور کی خدمت میں (قبول اسلام کے لئے) حاضر ہوا تو مجھے اسلام کی بہت سی باتیں سکھائی گئیں اور ایک بات جو مجھے سکھائی گئی وہ یہ تھی کہ حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ جب چھینک آئے تو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہو اور جب کوئی دوسرا چھینک لے کر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے تو تم یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہا کرو۔ معاویہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص نے چھینک لی اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہا تو میں نے نماز ہی میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ دیا اور بڑی اونچی آواز سے کہا۔

دوسرے نمازی (میری آواز سن کر) مجھے گھورنے لگے جیسے اپنی نظروں سے مجھ پر تیر برسا رہے ہوں، مجھے یہ بہت بُرا لگا اور میں (نماز ہی میں) بولا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ مجھے یوں کیوں گھورتے ہو۔ میرا یہ کہنا تھا کہ نمازیوں نے سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی وہ مجھے چپ کراتے جاتے تھے۔ چنانچہ میں چپ ہوگیا۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کون بولا تھا۔ (میری طرف اشارہ کیا گیا) کہ یہ بدّو۔ اس پر حضورؐ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے نہ ڈانٹا نہ کوئی سختی کی بڑے پیار سے سمجھایا کہ دیکھو نماز میں بولا نہیں کرتے۔ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے بڑھ کر کسی کو کبھی نرمی کے ساتھ اس طرح علم سکھاتے نہیں دیکھا۔(سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوۃ بات تشمیت العاطس)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمسائیوں کے لئے بھی رأفت تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جب تو کوئی سالن پکائے تو اس میں کسی قدر زیادہ پانی ڈال لیا کر اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھا کر۔(مسلم۔ کتاب البر و الصلۃ و الادب) اب یہاں انگلستان میں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ سالن زیادہ کر کے ہمسائے کو دیا جائے۔ سارے ہمسائے ماشاء اللہ کھاتے پیتے ہیں۔ مگر جماعت کی طرف سے اپنا انتظام ہے کہ باہر روپیہ بھجوا دیا جاتا ہے۔ ایمنسٹی کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے۔ تو وہ آگے ہمسایوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن سے حقارت آمیز سلوک نہ کرے۔ اگر بکری کا ایک پایہ بھی بھیج سکتی ہو تو اُسے بھیجنا چاہئے۔(بخاری کتاب الادب۔باب لا تحقرن جارۃ لجارتھا)

آنحضور ﷺ نے فرمایا: مومن وہ نہیں ہے جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور سور ہے اور اس کا پڑوسی بیچارہ بھوکا رہے (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ میرے پاس استراحت فرما رہے تھے تو ایک پڑوسی کی بکری آگئی اور جو روٹی میں نے آنحضورؐ کے لئے پکا کے رکھی ہوئی تھی وہ اٹھا کے چل پڑی۔ میں اس کے پیچھے بھاگی تا کہ اس کو مار کے بھگا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو پڑوسی کو اس بکری کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچاؤ، جو لے گئی ہے لے کے جانے دو۔(الادب المفرد للامام البخاری۔ باب لا یؤذی جارہ)

آنحضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی سے ملتے وقت مسکرا دینا بھی صدقہ ہے، (کتنی وسیع تعلیم دی ہے) کسی اندھے کو رستہ دکھا دینا بھی صدقہ ہے، راستے سے پتھر، ہڈی یا کانٹا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی انڈیل دینا بھی صدقہ ہے۔(ترمذی فی صنائع المعروف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ایک بکری ذبح کی۔ اُن کے پڑوس میں ایک یہودی بھی رہتا تھا۔ انہوں نے گھر کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم نے میرے یہودی ہمسایہ کو بھی بھیجا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے کہ مجھے جبریلؑ ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید کیا کرتے تھے کہ مجھے خیال گزرا کہ وہ ہمسائے کو وارث بھی بنا دے گا۔

(ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب حق الجوار)

آنحضور ﷺ لڑکیوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہل تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ہم اپنے بچوں کو قتل کیا کرتے تھے۔ میری ایک بچی تھی جب وہ کچھ بڑی ہوئی تو جب کبھی میں اُسے بلاتا وہ بڑی خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اُسے بلایا تو وہ میرے پیچھے پیچھے ہولی۔ میں چلتا گیا یہاں تک کہ میں اپنے خاندان کے ایک کنوئیں پر آ پہنچا جو میرے گھر سے زیادہ دور نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی اس بچی کو اس کے ہاتھ سے پکڑا اور اسے کنوئیں میں پھینک دیا اور میں نے اس کی جو آخری آواز سنی وہ یہ تھی کہ وہ کہہ رہی تھی: اے میرے ابّا! اے میرے ابّا!

رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور آپؐ کے آنسو آہستہ آہستہ بہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہم مجلسوں میں سے ایک نے اُس شخص کو کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو غمگین کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اُس شخص کو فرمایا کہ تم خاموش رہو، یہ مجھ سے ایسے معاملے کے بارے میں سوال کر رہا

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے جو اُس کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ پھر آنحضور ﷺ نے اُسے کہا: اپنا قصہ مجھے دوبارہ سناؤ۔ چنانچہ اُس نے سارا واقعہ دوبارہ سنایا۔ آنحضور ﷺ کے آنسو آپؐ کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آپؐ کی داڑھی تک جا پہنچے۔ پھر آنحضور ﷺ نے اُسے کہا: اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے اعمال سے درگزر فرمایا ہے، پس اب تم عمدگی سے نیک اعمال بجا لاؤ۔(سنن الدارمی۔ المقدمة)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص باہر گیا ہوا تھا تو اس کے پیچھے لڑکی ہوگئی۔ اس کی ماں نے یہ سمجھ کر کہ باپ اس کو قتل نہ کردے۔ اس کو بتایا نہیں کہ یہ اس کی بیٹی ہے بلکہ یہ کہا کہ یہ میری بہن کی بیٹی ہے جو میں نے لے کے پال لی ہے۔ دن گزرتے گئے یہاں تک کہ وہ بڑی ہوگئی، جب بڑی ہوئی تو اس کے ساتھ لازماً دونوں ماں باپ کو پیار تھا۔ اس نے پھر اپنے خاوند کو بتایا کہ دیکھو یہ بیٹی تمہاری ہی ہے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ اس بیٹی کو لے کے جنگل میں گیا اور وہاں قبر کھودی اور اس میں اس کو دفنا دیا۔ آخری وقت تک اس کی یہ آواز آتی رہی کہ ابا تم کیا کر رہے ہو۔ ابا تم کیا کر رہے ہو۔ یہاں تک کہ وہ آواز مٹی کے نیچے دب گئی۔ پس آنحضرت ﷺ بہت حسن سلوک فرمایا کرتے تھے اور اس موقع پر آپ نے یہ فرمایا۔ مَنْ لَا یَرْحَم لَایُرْحَم کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرے گا۔

ایک موقع پر فرمایا: جس کے لڑکی ہو اور وہ اس کو زندہ باقی رہنے دے اور اس کی بے توقیری نہ کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے تو خدا اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب)

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی لڑکی کی مصیبت میں مبتلا ہو اور پھر اس کے ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کرے تو وہ دوزخ کے عذاب سے اُس کو بچالے گی، وہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ بن کر حائل ہوجائے گی۔(صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

حضرت سھلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اور آپ نے شہادت کی انگلی کے ساتھ دوسری انگلی کو ملا دیا لیکن دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔(بخاری۔ کتاب الطلاق)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی عدالت میں ایک یتیم نے ایک نخلستان کا مقدمہ پیش کردیا کہ یہ نخلستان میرا ہے مگر مجھ سے ظلم کے زور سے چھینا جارہا ہے۔ جب گواہیاں ہوئیں تو آنحضور ﷺ نے گواہیاں سن کر فیصلہ اس کے خلاف کردیا۔ اس پر ایک صحابی جو پاس کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا (دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے سائے کے نیچے دوسرے صحابہ بھی کتنے رأفت والے بن گئے) انہوں نے اس سے پوچھا کہ اس نخلستان کی کیا قیمت ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ قیمت ہے۔ اس نے کہا یہ قیمت میں دیتا ہوں یہ تم اس یتیم کو دے دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(ماخوذ از استیعاب ابن عبدالبر تذکرہ ابو الدحداحؓ)

جب آنحضرت ﷺ عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ سے روانہ ہونے کا قصد کر رہے تھے تو حضرت حمزہؓ کی یتیم بچی اُمامہ جو مکہ میں رہ گئی تھیں۔ 'چچا چچا' کہتے ہوئے دوڑتی ہوئی آئیں۔ حضرت علیؓ نے اُنہیں ہاتھوں میں اٹھا لیا اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے حوالہ کردیا کہ یہ لو تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ نے دعویٰ کیا کہ یہ بچی مجھ کو ملنی چاہئے کیونکہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔ حضرت زیدؓ نے بڑھ کر کہا کہ حضورؐ! یہ لڑکی مجھ کو ملنی چاہئے کہ حمزہؓ میرے دینی بھائی تھے۔ حضرت علیؓ کا دعویٰ تھا کہ یہ میری بھی بہن ہیں اور میری ہی گود میں آئی تھی۔ آنحضور ﷺ اس خوشکن منظر کو دیکھتے رہے اور مسکراتے رہے۔ پھر سب کے دعوے سن کر بچی کو یہ کہتے ہوئے اس کی خالہ کی گود میں دے دیا کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری۔باب عمرۃ القضاء)

اب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ سناتا ہوں۔ میں نے اس کے متعلق مرکز میں لکھا تھا کہ مجھے یہ روایت باقاعدہ لکھ کر بھیج دیں مگر ان کو کہیں ملی نہیں۔ لیکن مجھے یہ روایت بہت پسند ہے اور مجھے زبانی یاد ہے۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اس طرح حاضر ہوئی کہ اس کو لوگوں نے ڈرایا ہوا تھا کہ دیکھو تم مکہ جاتی تو ہو لیکن وہاں ایک جادوگر رہتا ہے جس کا نام محمد ہے اس سے بچ کے رہنا۔ بڑا سخت جادوگر ہے اور جس رستے سے وہ گزرتا ہے اس رستہ پر بھی نہیں چلنا۔ بڑی پکی ہوگئی کہ ٹھیک ہے۔ کہ جب داخل ہوئی تو اتفاق دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمجھانا تھا کہ آنحضرت ﷺ کا جادو اتنا سخت ہے۔ پہلا شخص جو ملا وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس نے کہا سنو بات سن لو۔ سنا ہے یہاں ایک بہت بڑا جادوگر رہتا ہے، اس کا نام محمد ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے اور کس رستے سے جاتا ہے۔ اس بڑھیا کے پاس ایک بھاری گٹھڑی بھی تھی۔ آپ نے فرمایا دیکھو بی بی یہ گٹھڑی مجھے پکڑا دو اور تمہارے سوال کا جواب میں بعد میں جا کے دوں گا۔ تم بوڑھی ہو اتنا بوجھ اٹھا کے چلنا تمہارے لئے مشکل ہوگا۔ جب وہ منزل کی طرف روانہ ہوئے تو بالآخر وہ اس منزل پہ جا پہنچی۔ آنحضورؐ نے اس کی گٹھڑی رکھ دی اور فرمایا وہ جادوگر میں ہی ہوں۔ بے اختیار ہو کے اس نے کہا پھر تیرا جادو مجھ پہ چل گیا۔ اب میں تیرا دین اختیار کرتی ہوں۔ تب رسول کریم ﷺ نے اس کو کلمہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھایا اور اسی وقت مسلمان ہوگئی۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمت و شفقت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

فجّا نامی ایک شخص میلا کچیلا اور یتیم لڑکا حضور کا خادم تھا۔ ایک بار کھولتا ہوا پانی اس پر گر گیا جس سے وہ جل گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی بہت خدمت کی اور تسلّی دیتے ہوئے اس کا علاج کیا یہاں تک کہ وہ صحتمند ہوگیا اور آپ کا یہ ارشاد بالکل صحیح ثابت ہوا کہ لڑکا بڑے ہو کر نیک بنے گا۔

ایک قریشی جو حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب سے علاج کی غرض سے قادیان آئے انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت اقدس سے دعا کے لئے بھی عرض کیا کہ حضور نے دعا کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک روز انہوں نے پیغام بھیجا کہ وہ زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے پاؤں متورم ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ چنانچہ حضور اگلے روز جب سیر کے لئے نکلے تو اُن کے مکان پر بھی تشریف لے گئے اور عیادت فرمائی۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ لکھتے ہیں کہ دانت کے درد کے متعلق یہ جو مشہور ہے کہ 'علاج دنداں اخراج دنداں' یہ درست نہیں ہے۔ ایک دفعہ مجھے سخت درد ہوا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور آپ کو دیکھ کر بیتاب ہوگئے اور صندوق کھول کر کونین کی شیشی نکالی، اپنے ہاتھ میں پانی ڈال کر جلدی جلدی گولی بنائی اور فرمایا: منہ کھولو۔ اپنے ہاتھ سے کونین کی گولی منہ میں ڈال دی اور فرمایا: نگل جاؤ۔ پھر پانی کا گلاس اپنے دستِ مبارک سے بھر کر لائے اور پلایا۔ دو منٹ بعد ہی آرام آگیا۔ اب دیکھیں کونین تو دانت درد کا علاج نہیں ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ بیقرار دعا ہی تھی جو اس کے کام آگئی۔ ورنہ کونین آپ کھا کے دیکھ لیں، جتنا چاہیں کھائیں آپ کے دانت کے درد کو اس سے آرام نہیں آسکتا۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب ایک دفعہ ایک ناسور کے علاج کے لئے قادیان آئے۔ یہاں انہیں ایک مرتبہ طاعون ہوگیا۔ حضور نے ان کے لئے ایک خیمہ کھلی ہوا میں لگوا دیا اور حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کو تیمارداری کے لئے مقرر کیا۔ حضرت شیخ صاحب نے حضور کے حکم کی تعمیل میں ایثار و قربانی کا وہ نمونہ دکھایا جو قلبی تعلق کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور روزانہ دو تین مرتبہ خاص طور پر مولوی صاحبؓ کی خبر منگواتے اور اپنے ہاتھ سے دوائی تیار کرکے بھیجتے۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی اور پھر مولوی صاحبؓ قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے۔

اب طاعون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے غلاموں کو بھی ہوتا رہا ہے مگر حضور نے ان سے اپنی ذات کا کوئی گریز کبھی نہیں کیا اور آپ کی دعا سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ طاعون ٹھیک ہوگیا۔ ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون ہوگیا اور آپ کو کہلا کے بھیجا گیا کہ مولوی صاحب کی آخری حالت ہے یعنی موت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ آپ تشریف لائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خود وہاں پہنچے اور ان کو دیکھ کر کہا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا الہام ہے کہ جو تیرے گھر میں ہے وہ طاعون سے نہیں مرے گا۔ پس یا میں جھوٹا ہوں یا یہ تمہارا طاعون جھوٹا ہے، یہ غلط ہوگا۔ اس پر آپ نے پھر ہاتھ بڑھایا اور ان کی پیشانی پر رکھا۔ کہا کیسا بخار؟ نام نشان نہیں بخار کا۔ چنانچہ مولوی صاحب اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اعجاز بھی صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ایک مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب حضورؑ کے ہمراہ ایک سفر کے دوران رات گئے در دمعدہ سے اچانک بیمار ہوگئے تو آپؑ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے قریب آکر لیٹ گئے کہ جب وہ کروٹ لیں گے تو میں عرض کروں گا۔ اسی اثناء میں آپؓ کے منہ سے 'ہائے' نکلی تو ساتھ

کے کمرہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً تشریف لائے اور پوچھا میاں یعقوب علی کو کیا ہوا؟ ساتھ ہی دوسرے احباب بھی اٹھ بیٹھے۔ جب صبح قافلہ قادیان روانہ ہو رہا تھا تو آپؓ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؑ مجھے ساتھ ہی لے جائیں یا لاہور پہنچا دیں۔ حضور بار بار آپؓ کو تسلی دیتے رہے کہ میں انتظام کر کے جاؤں گا، تم کو آرام ہو جائے گا، اگر کہو گے تو میں آج نہیں جاؤں گا۔...... چنانچہ حضور نے دو اصحاب کو آپؓ کی خدمت کے لئے پیچھے چھوڑا اور اس مقصد کے لئے ایک خاص رقم بھی انہیں دی۔ پھر جب آپؓ کو کچھ افاقہ ہوا تو یہ تینوں بھی قادیان چلے آئے۔

ایک واقعہ حضرت منشی محبوب عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے:۔ ایک دفعہ حضرت امّاں جان نے حضرت میر مہدی حسین صاحب کو شیشے کا مرتبان شہر سے عرق لانے کے لئے دیا۔ حضرت منشی صاحب بھی اُن کے ہمراہ گئے۔ راستہ میں مرتبان ان کے ہاتھوں سے ٹوٹ گیا۔ زور سے پکڑا ہوا تھا وہ جو شیشہ تھا وہ ٹوٹ گیا اس سے۔ چنانچہ وہ ضائع ہو گیا وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ واپس آ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں اس کے بدلے دوسرا مرتبان لاہور سے منگوا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا دیکھو اس کا بدلہ کوئی نہیں ہوگا، ہاں البتہ تم اگر اپنی طرف سے تحفۃً پیش کرنا چاہتے ہو تو بے شک پیش کر دو۔ ’’تاوان لینا شریعت میں جائز نہیں‘‘۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں کسی غریب عورت نے کچھ چاول چرا لئے۔ شور پڑ گیا کہ یہ عورت چاول چرا گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جب وہ شور سنا تو وہ باہر تشریف لائے اور فرمایا کیوں اس کے پیچھے پڑ گئے ہو ایک غریب عورت ہے اس کو کچھ اَور چاول دے دو۔ چنانچہ کچھ اور چاول اس کو دے کے اس کو رخصت کر دیا۔

(ماخوز از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ ۷۱)

یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔ منشی غلام محمد امرتسری ایک اچھے کاتب تھے...... مگر عجیب قسم کے نخرے کیا کرتے تھے اور مختلف طریقوں سے اپنی مقررہ تنخواہ سے زیادہ وصول کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان باتوں کو سمجھتے تھے مگر ہنس کر خاموش ہو رہتے۔ ایک روز آپؑ مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور نماز کے بعد بیٹھ گئے۔ آپ کا معمول عام طور پر یہی تھا کہ فرض پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے مگر کبھی کبھی بیٹھ بھی جاتے۔ آپؑ نے ہنس کر اور خوب ہنس کر فرمایا کہ آج عجیب واقعہ ہوا۔ میں اندر لکھ رہا تھا کہ منشی غلام محمد صاحب کا بیٹا روتا اور چلّاتا ہوا بھاگتا آیا اور اس کے پیچھے منشی غلام محمد صاحب جوتا ہاتھ میں لئے ہوئے شور مچاتے آئے کہ باہر نکل میں تم کو مار ہی ڈالوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کیوں منشی صاحب اتنا غصہ کس بات کا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس خبیث کو میں نے نئے جوتے لے کے دیئے تھے وہ اس نے گم کر دیئے ہیں۔ اب تو میں اس کو مار چھوڑوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اندر گئے اور باہر آ کر اس کے لئے پیسے دیئے کہ اس بچے کو نیا جوتا لے دو۔

حضرت صاحب اس واقعہ کو بیان کرتے تھے اور ہنستے تھے کہ دیکھو یہ اس نے کیا کیا! تنخواہ کے علاوہ اس کی خوراک کا خرچ بھی میں ہی دیتا ہوں اور جہاں رہتا ہے وہاں بستر سردی کے موسم کی رضائی گرم کوٹ سب میں اس کو دیتا ہوں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ ناز برداریاں کرتے تھے اور اسے کام بھی دیتے رہتے تھے۔ اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ کاتب نہ ملتے تھے مگر آپؑ عہد وفا کو قائم رکھتے ہوئے خادموں سے حسن سلوک کے عملی نمونے سے جماعت کی تربیت فرما رہے تھے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۳۵۴)

کئی دفعہ غریب اور بیمار عورتیں اپنے بچوں کے لئے دوائی لینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتی تھیں۔ گھنٹوں کے حساب سے آپ کا وقت ان پر خرچ ہو جاتا تھا۔ ان میں بیمار ایسے بچے بھی تھے جن کی بیماری لگ جایا کرتی ہے۔ حضور نے کچھ پرواہ نہیں کی، دینی کاموں کا بھی حرج ہوتا تھا پھر بھی لوگوں کے منع کرنے کے باوجود فرمایا کہ مسکین لوگ ہیں۔ کوئی یہاں ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں۔ فرمایا: یہ بڑا ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہیں ہونا چاہئے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی میں مجھے بھی موقع ملا ہے کہ اپنے گھر میں نے ایک ڈسپنسری بنائی ہوئی تھی ہومیوپیتھی کی اور عورتیں اپنے بچوں کو لے کر وہاں آ جایا کرتی تھیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے بچے تھے جن کو چھوت چھات کی بیماری ہوتی تھی مگر گواہ ہوں اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میرے بچوں کو کبھی بھی ان کی چھوت چھات کی بیماری سے کچھ نقصان نہیں ہوا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بچایا۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں اپنی نماز چھوٹی کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں کو تکلیف نہ پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی فرماتے ہیں:۔

’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لااُبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے‘‘۔

فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی ۷۰/۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط پڑھنے کے لئے اس کو دیا۔ پٹواری نے اسے بہت جھڑکیاں دیں اور کہا آگے سے ہٹ جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ خط لے لیا اور وہ پڑھ کر اس کو اچھی طرح سمجھایا کہ کیا خط ہے اور کیسا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس پر مجبوراً اس پٹواری کو ٹھہرنا بھی پڑا اور بہت ہی شرمندہ ہوا لیکن اس کی کوئی پیش نہیں گئی صرف یہ ہے کہ ثواب سے محروم رہا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۵ جدید ایڈیشن)

****

found.

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact Tel: 020 8664 8040
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے ۵۳ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

ہزاروں احمدی خواتین، مردوں اور بچوں کی شرکت۔ چار ہزار سے زائد نومبایعین شامل ہوئے

تبلیغی سیمینار، نومبایعین کا ریفریشر کورس۔ ایک سو چھ افراد کی احمدیت میں شمولیت۔
ریپبلک آف چاڈ کے وفد کی نمائندگی، پریس کانفرنس، ٹی وی / ریڈیو کی کوریج۔

(رپورٹ: نسیم احمد بٹ، مبلغ سلسلہ نائیجیریا)

تبلیغ سیمینار

۲۶ر دسمبر صبح دس بجے تبلیغ سیمینار کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم ایم اے سلمان صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور رپورٹ سنائی۔ بعدہٗ مکرم الحاج ایم محمد بیشانو صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا نے خطاب فرمایا۔

اسی طرح مبلغین سلسلہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور تبلیغ کو تیز کرنے کے لئے مختلف مشورے دئے۔ تمام سرکٹ کو بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا۔ اسی طرح جلسے سے دو ہفتہ قبل نومبایع داعیین الی اللہ کا ریفریشر کورس منعقد کیا گیا جس میں ملک کے مختلف حصوں سے چالیس نومبایع داعیان نے شرکت کی۔

افتتاح انتظامات

اسی روز شام چھ بجے جلسہ سالانہ کے لئے ڈیوٹیوں کا افتتاح بھی ہوا اور مکرم امیر صاحب نے منتظمین کو جلسہ سالانہ پر آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی تلقین فرمائی۔ اس موقع پر جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے چار بکرے صدقہ کے طور پر ذبح کئے گئے۔

۲۷ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک

جمعۃ المبارک کے روز نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد مکرم امتیاز احمد صاحب نے درس قرآن کریم دیا۔ نماز جمعہ مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائجیریا نے پڑھائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی غرض وغایت بیان کی۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ براہ راست لندن سے سنا گیا۔

جلسہ کے آغاز سے پہلے مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ الارو کے چیف Oba Samuel Adekannbi Tella نے نائیجریا کا قومی جھنڈا لہرایا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس شام چار بجے مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مکرم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں آنے والے مہمانوں کو نصائح فرمائیں، جلسہ کی اہمیت سے آگاہ کیا اور افتتاحی دعا کروائی۔

افتتاحی تقریر کے بعد مکرم مولوی حبیب احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے "History & story of Waqf-e-nau in Nigeria" کے عنوان پر خطاب کیا۔ اجلاس کے اختتام پر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھی گئیں۔ کھانے کے بعد رات کو مجلس سوال وجواب ہوئی۔

مکرم امیر صاحب نائجیریا الحاج ایم ایم بیشانو مہمانوں کے ساتھ محو گفتگو ہیں

جلسہ گاہ میں سامعین کا ایک منظر

۲۸ر دسمبر بروز ہفتہ

نماز تہجد کے ساتھ آغاز ہوا اور نماز فجر کے بعد درس القرآن ہوا۔

دوسرا اجلاس مکرم عبدالخالق صاحب مشنری انچارج نائیجیریا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مہمان خصوصی اوگونا سٹیٹ کے کمشنر آف ہیلتھ الحاج Ishaq A Popoola, تھے۔

تلاوت قرآن کریم مکرم استاذ شریف ناصر صاحب نے کی اور قصیدہ توفیق عبدالسلام صاحب نے پڑھا۔ پہلی تقریر مکرم عبدالرشید اگبولا صاحب نے کی جس کا موضوع "Institution of Zakat and its implementation in Modern Nigeria" تھا۔ دوسری تقریر الحاج دورا مولا صاحب کی تھی جس کا موضوع ''خلافت اور ہماری ذمہ داریاں'' تھا۔ تیسری تقریر ڈاکٹر ایم۔ اے فاشولا صاحب کی تھی جس کا موضوع "The role of Literary Opposition is stimulating interest and awareness of Ahmadiyya Jamaat" تھا۔

اس اجلاس میں چار امام اور لیگوس کے مشہور دینی مرکز کے مدیر اعلیٰ شیخ حبیب اللہ آدم صاحب نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ دیگر معزز احباب نے بھی شرکت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مہمان خصوصی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جو تنظیم اور اتحاد میں نے جماعت احمدیہ میں دیکھا ہے یہی صحیح اسلام ہے۔ یہ جماعت بنی نوع انسان کی خدمت میں پیش پیش ہے اور نائیجیریا میں تعلیمی خدمات کی علَم بردار ہے۔

مکرم شیخ حبیب اللہ آدم صاحب نے کہا کہ جماعت احمدیہ نے ہمیشہ پیار اور محبت کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور ہم ان کے پروگراموں میں خوشی سے شامل ہوتے ہیں۔ اجلاس کے اختتام پر مہمانوں کو نمائش دکھائی گئی جس میں جماعتی لٹریچر کی نمائش کی گئی تھی۔

تیسرا اجلاس زیر صدارت Maulvi Z.T.Ayyuba Sahib منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ایک تقریر Dr Saeed Timehin Sahib بعنوان نے ''آنحضرت ﷺ کی سادہ زندگی'' پر کی۔ دوسری تقریر وصیت کے موضوع پر مکرم زیڈ اے جنید صاحب سیکرٹری وصایا نے کی۔

اسی دوران مکرم امیر صاحب نے مستورات کے جلسہ میں خطاب فرمایا۔ شام کے وقت امیر صاحب کی زیر صدارت مبلغین سلسلہ کی ایک میٹنگ

چند معزز مہمان سٹیج پر تشریف فرما ہیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

F0ZMAN FOODS
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

ہوئی۔ رات کے وقت ایم ٹی اے کے مختلف پروگرام دکھائے جاتے رہے۔

ہمارے ملک میں بھی اسی قسم کا جلسہ ہو۔ نائیجیریا کے دور دراز علاقوں سے احمدی مردوں اور خواتین نے شرکت کی۔ بعض افراد ۱۶۰۰ کلومیٹر سے زائد کا سفر کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ امسال نائیجیریا کی ۳۶ سٹیٹس اور وفاقی دارالحکومت ابوجا میں سے ۲۹ سٹیٹس سے احمدی مرد وخواتین نے جلسہ میں شرکت کی جن کی کل تعداد ۲۷،۱۶۹ تھی۔

نمائش کے معائنہ کے بعد معزز مہمانوں، چیفس اور چند دوستوں کا مکرم امیر صاحب کے ساتھ گروپ فوٹو

امسال کتب کی نمائش کے علاوہ بک سٹال کا بھی انتظام تھا جہاں لوگوں نے بڑی تعداد میں کتب خریدیں۔

اختتامی اجلاس

مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں اختتامی اجلاس ہوا۔ جس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم زیڈ ٹی ایوبا صاحب نے "Resources Components and Directions of Tabligh Activities in Nigeria" کے موضوع پر تقریر کی۔ اختتام پر مکرم امیر صاحب نے تمام سرکٹ کو تبلیغی پوزیشن بتائی اور نئے ٹارگٹ کو پورا کرنے اور تبلیغی مہمات کو تیز کرنے کی تلقین کی۔ اور بتایا کہ ٹرانسپورٹ کی مشکلات کے باوجود امسال ۲۷ ہزار سے زائد احباب نے جلسہ میں شرکت کی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے حضور انور کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اختتامی دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ نائیجیریا کا بابرکت اختتام ہوا۔

چیفس اور معزز مہمان سٹیج پر رونق افروز ہیں

پریس کانفرنس

جلسہ سالانہ کے متعلق اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی پر خبریں شائع ہوئیں۔ جلسہ کے بعد O.G.Tv نے جلسہ کی کارروائی پر مشتمل آدھے گھنٹے کا ایک پروگرام دکھایا۔ مکرم امیر صاحب کے ساتھ ایک پریس کانفرنس بھی ہوئی جس میں ریڈیو، اخبارات اور ٹیلی ویژن کے نمائندگان نے شرکت کی اور تقریباً دو گھنٹے تک مختلف سوالات ہوئے۔

نومبایعین

امسال خصوصی طور پر کوشش کی گئی کہ زیادہ سے زیادہ نومبایعین کو شامل کیا جائے۔ الحمدللہ کہ چار ہزار سے زائد نومبایعین نے شرکت کی۔

۲۸؍ دسمبر کو نومبایعین کا ایک اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مختلف قبائل کے لوگ شامل ہوئے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر پر امیر صاحب نے نصائح فرمائیں۔

چاڈ کے وفد کی شرکت

امسال جلسہ سالانہ میں جمہوریہ چاڈ کی نمائندگی میں جماعت احمدیہ چاڈ کے صدر اور ایک نوجوان احمدی نے پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ جماعت احمدیہ چاڈ کے صدر صاحب نے بتایا کہ وہاں ہماری رجسٹریشن ہو چکی ہے اور تبلیغ میں تیزی آئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

ایلڈوریٹ (کینیا۔ مشرقی افریقہ) میں مسجد ''بیت الواسع'' کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ نیروبی)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عظیم الشان روحانی منصوبہ ''تعمیر یکصد مساجد'' کے تحت کینیا میں اب تک چھوٹی بڑی ۷۰ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ جاری ہے کیونکہ بفضل خدا ہر سال ملک کے طول وعرض میں لاکھوں افراد حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں، جن کی تعلیم وتربیت کے لئے مساجد کی تعمیر ناگزیر ہے۔

ایلڈوریٹ، کینیا سے یوگنڈا جانے والی سڑک پر ایک نہایت ہی خوبصورت اور پرفضا قصبہ ہے جو اس صوبہ کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ کا قیام دس سال قبل عمل میں آیا تھا۔ شروع میں ایک مکان کرایہ پر حاصل کر کے بطور نماز سنٹر استعمال کیا گیا بعد میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جماعت نے ایک قطعہ اراضی بقدر ایک ایکڑ خریدا جس پر ایک کچی مسجد اور معلم ہاؤس تعمیر کیا گیا۔ اس سال شروع میں یہاں پکی مسجد کا منصوبہ بنایا گیا۔ مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ امیر ومبلغ انچارج کینیا نے احباب جماعت کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی تو نیروبی جماعت کے ایک نہایت مخلص خادم مکرم طارق منصور قریشی صاحب ابن مکرم عبدالمنان قریشی صاحب نے اس مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ اپنے نانا جان مرحوم مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی کی طرف سے ادا کرنے کی پیشکش کی اور بتوفیق باری تعالیٰ انہوں نے یہ تمام خرچ ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ مسجد ۴۰×۲۵ فٹ رقبہ پر محیط ہے جس میں ایک بڑا ہال ہے جسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ لجنہ کو بھی نماز کی سہولت مہیا ہو سکے۔ مسجد کو روشن رکھنے کے لئے ایک سولر پلانٹ لگایا گیا ہے اور پانی کی سہولت کے لئے ایک کنواں کھودا گیا ہے۔ وسیع و عریض لان میں ہموار راستے بنا کر اور خوبصورت پھول لگا کر مسجد کے ماحول کو بارونق اور صاف ستھرا بنایا گیا ہے۔ مسجد بیت الواسع کے افتتاح کی بابرکت تقریب میں حصہ لینے کے لئے نیروبی اور دیگر مقامات سے بھی احباب جماعت کثیر تعداد میں شامل ہوئے اور افتتاح کے موقع پر حاضری ۳۰۰ سے زائد تھی۔

مکرم امیر صاحب کینیا کی صدارت میں پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو معلم موسیٰ واھیوانے کی اور آیات قرآنیہ کا سواحیلی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم حسین جورج صاحب نے سواحیلی زبان میں ایک نظم پیش کی۔ بعدۂ مکرم معلم صالح سلیمان صاحب نے ایلڈوریٹ حلقہ کی تمام جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اس خوبصورت مسجد کی تعمیر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد مقامی اسسٹنٹ چیف نے مسجد کی تعمیر اور جماعت احمدیہ کے کردار کو سراہا اور جماعت کے پرامن اور متعاون رویہ کی تعریف کی۔ نیز نیک خواہشات کا اظہار کیا کہ یہ مسجد یہاں کے لوگوں میں اتفاق واتحاد کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کرے گی۔

مسجد بیت الواسع کا خوبصورت منظر

مقامی اسسٹنٹ چیف کے خطاب کے بعد مکرم بنّی صاحب نے سکھ برادری (جو کہ بڑی تعداد میں اس مبارک تقریب میں شامل تھے اور جنہوں نے مسجد کی تعمیر میں بہت تعاون کیا) کی نمائندگی کرتے ہوئے اس خانہ خدا کی تعمیر پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کی۔ اور کہا کہ ہم سب ایک خدا کی مخلوق ہیں اس خدا کو ''اللہ'' ''کھویا'' ''واہگورو'' وہ ایک ہی ہے۔ اور ہم سب اس کی مخلوق ہیں اور ہمیں اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ خانہ خدا ہم سب کو متحد رکھ سکتا ہے اور باہمی نفرتوں کو کم کرنے کا ذریعہ ہے۔

مکرم طارق منصور قریشی صاحب نے اس خانہ خدا کی تعمیر کے اخراجات برداشت کرنے پر خدا کا شکر ادا کیا اور حاضرین سے درخواست دعا کی کہ وہ اس قربانی کو قبول فرمائے۔ اسی طرح قریشی عبدالمنان صاحب نے بھی اس مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔

مکرم جمیل احمد صاحب مبلغ انچارج ایلڈوریٹ نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تمام مہمانوں کا شکریہ بھی ادا کیا جو اس تقریب میں تشریف لائے اور کسی نہ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔لندن)

اس زمانہ میں طبی دنیا میں بڑی کثرت سے اور وسیع پیمانے پر نئے نئے تجربات کئے جارہے ہیں اور مختلف تحقیقات کے نہایت دلچسپ نتائج سامنے آرہے ہیں۔ دنیائے طب کے اس کالم میں ہم اپنے قارئین کے لئے بعض خبریں پیش کیا کریں گے۔امید ہے قارئین انہیں دلچسپ پائیں گے۔

خون کی تنگ شریانوں کو کھولنے کے لئے نئی قسم کی ٹیوبوں (Stents) کا استعمال

جب سے انسان پیدا ہوا ہے تب سے عوارض قلب انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔آجکل کی دنیا میں لگتا ہے کہ یہ عوارض بڑھ گئے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ بظاہر بڑھے ہوئے لگتے ہیں۔ درحقیقت تناسب کے لحاظ سے یہ پہلے ہی کی شرح سے ہیں ہاں انسان بڑھ گئے ہیں اور زیادہ انسان زیادہ دیر تک زندہ رہنے لگے ہیں اور زندگیاں جتنی لمبی ہوں گی تو دل کے عوارض بھی اسی نسبت سے زیادہ ہوں گے۔علاوہ ازیں طبی سائنس کے فروغ کے ساتھ ساتھ اب بیماریوں کی تشخیص کی رفتار بھی بڑھ گئی ہے۔ اس وجہ سے بھی مریضوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

دل کے عوارض میں ایک عارضہ انجائنا کا ہے۔خون کی شریانیں جب تنگ ہوجائیں اور دل کو خون کم پہنچے تو دل میں درد اٹھتا ہے۔ جسے انجائنا کہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے انسان جب بھاگتا ہے تو ٹانگوں میں عضلات کو خون کی سپلائی ان کی ضرورت سے کم ہوتو درد شروع ہوجاتا ہے اور رکنا پڑتا ہے۔

انجائنا کی صورت میں ایک امکان یہ ہے کہ اگر خون کی شریان بند ہوجائے تو دل کا حملہ (ہارٹ اٹیک) ہوجاتا ہے اور یہ جان لیوا بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس کے سدِّ باب کے لئے بڑی کوششیں کی جاتی ہیں۔ انہی میں سے ایک طریق کارانجیو پلاسٹی بھی ہے۔اس سے مراد ہے دل کی شریان کو اس جگہ سے جہاں سے وہ تنگ ہے دوبارہ کھول دینا۔اس کا طریق یہ ہے کہ تنگ شریان میں ایک غبارہ داخل کیا جاتا ہے اور شریان کے تنگ حصہ میں پہنچا کر اسے پھلا دیا جاتا ہے اور اس طرح شریان کی تنگی دور کردی جاتی ہے۔لیکن تجربہ میں یہ بات آئی کہ ایسے کیسز میں ۳۵ فیصد شریانیں دوبارہ تنگ ہوجاتی ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے ماہرین نے خاص قسم کی باریک ٹیوبیں ایجاد کیں جو کہ شریان ہی میں چھوڑ دی جاتی ہیں جو شریان کو دوبارہ تنگ ہونے سے روکتی ہیں۔اس ترکیب سے کچھ تو فائدہ ہوا لیکن پھر بھی قریباً بیس فیصد مریضوں میں یہ خاص ٹیوبیں بھی ناکام ہوجاتی تھیں۔ کیونکہ خون ان ٹیوبوں کے اندر اور کناروں پر جم جاتا تھا۔ چنانچہ اب ماہرین نے ایسی ٹیوبیں ایجاد کی ہیں جن کی دیواروں میں ایک دوائی بھر دی گئی ہے۔ یہ دوائی آہستہ آہستہ رستی رہتی ہے اور جب تک ٹیوب جسم میں مستحکم نہ ہوجائے اس وقت تک خون کو ٹیوب میں یا اس کے اردگرد جمنے سے روکتی ہے۔فی الحال اس کے نتائج بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ اور حالیہ تحقیق کے مطابق شریانوں کی دوبارہ تنگی کی شرح ۳۵ فیصد سے کم ہوکر صرف تین فیصد رہ گئی ہے۔ برطانیہ میں آجکل یہی ٹیوب یا Stent استعمال ہونے لگے ہیں۔ امریکہ والے ابھی کچھ تردد کررہے تھے لیکن حال ہی میں انہوں نے بھی اسے استعمال کرنا شروع کردیا ہے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیرتبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ ——— (مینجر)

دل کی بیماریاں اور غذا

آجکل بہت سی تجارتی کمپنیاں دل کے مریضوں کے لئے خاص طور پر تیار کردہ نئی نئی غذاؤں کی تشہیر کرتی ہیں۔عموماً ان مخصوص غذاؤں کی کوئی سائنسی تحقیقی بنیاد نہیں ہوتی۔اس لئے محض اشتہاری پراپیگنڈہ سے متاثر ہونے کی بجائے پوری طرح تحقیق کرلینی چاہئے اور کسی ماہر ڈاکٹر کا مشورہ بھی لے لینا چاہئے۔ ان کھانوں اور غذاؤں کے بارے میں جو دعوے کئے جاتے ہیں اگر ان کی سائنسی تحقیق پر بنیاد نہیں ہے تو انہیں ترک کردینا چاہئے۔

عمومی طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تحقیق سے ثابت ہے کہ جو لوگ گوشت کم کھاتے ہیں اور اس کے ساتھ سبزیاں اور پھل ان کی غذا میں زیادہ ہے انہیں نہ صرف دل کی بیماریاں کم ہوتی ہیں بلکہ بلڈ پریشر اور کئی قسم کے سرطان سے بھی وہ بچے رہتے ہیں۔

اسکیمو اور جاپانیوں میں دل کی بیماریاں

یہ امر ثابت شدہ ہے کہ زیادہ چربی کے استعمال سے دل کی بیماری بڑھتی ہے۔اس پر ماہرین نے سوال اٹھایا کہ پھر جاپانیوں اور بالخصوص اسکیموز میں جن کی غذا میں چربی کی بھاری مقدار ہے دل کی بیماریاں کم کیوں ہیں؟ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس کی وجہ ان کی غذا میں مچھلی کی چربی کا استعمال ہے۔مچھلی اور دیگر سمندری جانوروں کے گوشت میں چکنائی بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ چربی یا چکنائی دل کے لئے بہت مفید ہے۔سائنسدانوں نے اس چکنائی سے ایک مؤثر اور مفید جزو دریافت کیا ہے جسے n-3 PUFA کہا جاتا ہے۔ یعنی Omega 3 Poly Unsaturated Fatty Acid۔ باقاعدہ اس جزو سے اب حال ہی میں کیپسول کی شکل میں دوا تیار کی گئی ہے جسے Omacor کا نام دیا گیا ہے۔اور اب ہارٹ اٹیک کو روکنے کے لئے مارکیٹ میں اس دوا کے استعمال کی اجازت مل گئی ہے۔

”بڑا حیران کُن جواب“

ریڈیو پاکستان کے ایک بہت ذمہ دار افسر جناب جمیل زبیری نے اپنی بہت دلچسپ اور پرازمعلومات کتاب ”یادخزانہ“ میں بہت لائق فائق اور نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون عطیہ بیگم فیضی کے انٹرویو اور ان سے پوچھے گئے ایک سوال کے حیران کُن جواب کا بھی ذکر کیا ہے۔عطیہ بیگم فیضی نے اپنی علمیت اور دانش سے جن نامور ہستیوں کو متأثر کیا ان میں شبلی نعمانی اور علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی شامل تھے۔ علامہ اقبال کی ان کے ساتھ قیام جرمنی کے دوران بھی اور وہاں سے واپس آنے کے بعد ہندوستان میں بھی ملاقاتیں رہیں۔ ان ملاقاتوں کی وجہ سے علم و دانش میں ممتاز مقام رکھنے والی ان دونوں نامور ہستیوں کے درمیان ایک زمانہ میں قربت بڑھتی چلی گئی۔ جناب زبیری صاحب نے ریڈیو پاکستان کی طرف سے عطیہ بیگم کی ضعیف العمری میں ان کا بھی انٹرویو لیا۔ اس انٹرویو کی روداد بھی انہوں نے اپنی مذکورہ کتاب میں درج کی ہے۔انہوں نے لکھا ہے:۔

”ستّر سالہ بوڑھی عورتوں کے انٹرویو نشر کرنے کے سلسلہ میں ایک روز ہم عطیہ بیگم فیضی کا انٹرویو کرنے پہنچ گئے۔ پہلے تو وہ انٹرویو دینے کو تیار نہ ہوتی تھیں۔ بالآخر ہمارے مصر ہونے پر راضی ہوگئیں مگر انہوں نے صرف پانچ منٹ کی شرط لگا دی۔ وہ بھی ہم نے منظور کرلی۔ اسی دوران ہم نے ان سے علامہ اقبال سے ان کے تعلقات کے بارہ میں پوچھا۔ جو جواب انہوں نے دیا وہ ہمارے لئے بڑا حیران کن (تھا) اور شاید ہمارے قارئین کے لئے بھی ہو۔ انہوں نے اپنی نحیف آواز میں کہا (اس وقت وہ کافی بیمار تھیں اور بہت کمزور ہوگئی تھیں):

Oh! Don't talk about that man. He was not a man; he was a devil. He did not believe in God.

یہ کہہ کر وہ چپ ہوگئیں اور آگے ایک لفظ بھی نہیں بولا۔ بہرحال ہم نے یہ ریکارڈ کرلیا تھا مگر ظاہر ہے کہ یہ جملے نشر نہیں کئے جاسکتے تھے۔ اس کی ریکارڈنگ میرے پاس تو نہیں مگر وہ ٹیپ ریڈیو پاکستان کی سنٹرل پروڈکشن کی لائبریری میں موجود ہے اور اس کی کاپی ظفر اقبال کے پاس بھی ہے“۔

(کتاب ”یاد خزانہ“ صفحہ ۱۲۶)

جناب جمیل زبیری نے اپنی کتاب مذکور کے آخر میں قارئین کو ایک یقین دہانی کرائی ہے۔ وہ یقین دہانی خاص اہمیت کی حامل ہے۔انہوں نے لکھا ہے:

”مَیں قارئین کو یقین دلاتا ہوں مَیں نے اس کتاب میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کا حرف حرف صحیح ہے۔جو کچھ لکھا ہے اس کا مقصد کسی کی دلآزاری نہیں ہے۔لیکن اگر کسی کی دلآزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں“۔

(کتاب ”یاد خزانہ“ صفحہ ۳۹۵۔ طابع حوری نورانی۔ناشر مکتبہ دانیال۔ عبداللہ ہارون روڈ کراچی سال اشاعت ۱۹۹۳ء)

(مرسلہ : مسعود احمد دھلوی۔ربوہ)

****

تعارف کتاب

عبدالرحمن خاکی

مرتبہ: ڈاکٹر محمد اشرف۔ تعداد صفحات : ۱۴۲۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو اپنے احمدی خاندانوں کی ابتدائی تاریخ اور بزرگوں کے حالات و واقعات کو اکٹھا کرنے کی طرف متعدد بار توجہ دلائی ہے۔حضور انور کے اسی ارشاد کی ایک تعمیل زیر تبصرہ کتاب ”عبدالرحمٰن خاکی“ ہے۔

مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن خاکی صاحب مرتب کتاب ہذا کے خسر بشیرالدین خاکی صاحب کے والد گرامی ہیں۔ مرحوم خاکی صاحب اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ اقبال اکادمی کی طرف سے شعراء فارسی کی فہرست میں آپ کو شامل کیا گیا ہے۔ آپ ۱۸۹۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ”ازالہ اوہام“ آپ کی ہدایت کا موجب بنی اور خلافت اولیٰ کے زمانہ ۱۹۱۱ء میں آپ بیعت کرکے سلسلہ میں داخل ہوئے۔آپ تدریس کے پیشہ سے تعلق رکھتے تھے۔تحریک ملکانہ میں تین ماہ کے لئے وقف پر گئے۔ لمبا عرصہ مری میں قیام پذیر رہے اور وہاں آپ کا گھر جماعتی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ایک عرصہ تک صدر جماعت مری رہے۔ وہاں کئی جماعتی بزرگوں کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا جن میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری بھی شامل ہیں۔ یہ دونوں بزرگ تصنیف و تالیف کے سلسلہ میں کوہ مری، آپ کے گھر مقیم رہے۔ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۴ء کو وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے اور دوسرے باب میں آپ کے حالات زندگی درج کئے گئے ہیں۔ نیز آپ کی کچھ یادیں اور تراشے اور اذکار درج ہیں۔ آپ کے فارسی منظوم کلام کو تیسرے باب میں (بیشتر حصہ اردو ترجمہ کے ساتھ) درج کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں آپ کا اردو کلام شائع کیا گیا ہے۔ پانچویں اور آخری باب میں محترم عبدالرحمٰن خاکی صاحب کے دو مطبوعہ مضامین شامل اشاعت ہیں۔ یہ کتاب محترم خاکی صاحب کے خاندان کے علاوہ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کا موجب بنے گی۔

(ایم۔ایم۔طاہر)

ویسٹرن ریجن غانا میں سالانہ آرٹس و کلچر میلہ کے موقع پر

احمدیہ بکسٹال

دس ہزار سے زائد افراد نے سٹال کو وزٹ کیا۔

ریڈیو کے ذریعہ قریباً دو ملین افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا

(فھیم احمد خادم۔ مبلغ سلسلہ)

غانا کے ویسٹرن ریجن میں ہر سال آرٹس وکلچر میلہ منعقد ہوتا ہے۔ جس میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے غانین کلچر کو فروغ دینے کے لئے مختلف اشیاء کے نمائشی سٹالز لگائے جاتے ہیں۔ امسال یہ میلہ ۶ تا ۷ ار دسمبر ۲۰۰۲ء کو ''ٹاکوراڈی اور سیکنڈی'' جڑواں شہروں میں منعقد ہوا۔

احمدیہ بکسٹال

گو یہ ایک کلچرل میلہ تھا لیکن جماعت احمدیہ ٹاکوراڈی نے تبلیغ کے نقطہ نظر سے ایک بک سٹال لگانے کا فیصلہ کیا، اس لئے پورے میلہ میں کتابوں کا سٹال صرف جماعت کا ہی تھا۔ ہمارے سٹال پر انگریزی، عربی اور غانا کی تقریباً سبھی زبانوں میں جماعت کا لٹریچر وافر مقدار میں موجود تھا۔ اس کے علاوہ ویڈیو سیکشن میں حضور انور ایدہ اللہ کی سوال و جواب کی کیسٹس، جماعت احمدیہ غانا کے جلسہ سالانہ، ویسٹرن ریجن کے جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کی ویڈیوز دیکھنے اور خریدنے کے لئے موجود تھیں۔ آڈیو سیکشن میں تلاوت قرآن مجید مع انگریزی ترجمہ، احمدیہ نغمات اور مختلف احمدی داعیان الی اللہ کی تبلیغی کیسٹس موجود تھیں۔ سٹال کو سجانے کے لئے جھنڈیاں، بینرز اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضور ایدہ اللہ کی تصاویر لگائی گئی تھیں۔

افتتاحی تقریب

مورخہ ۷ ر دسمبر کو افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں آنریبل ریجنل منسٹر و ڈپٹی منسٹر ویسٹرن ریجن اور دوسری اہم شخصیات نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب کے بعد ڈپٹی ریجنل منسٹر Miss Sofiah Hanna Sam مختلف سٹالز کا معائنہ کرتے ہوئے احمدیہ سٹال پر بھی تشریف لائیں۔ اس موقعہ پر مکرم نوید احمد عادل صاحب مربی سلسلہ نے ان کی خدمت میں جماعت کے لٹریچر میں سے ''اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ، ریویو آف ریلیجنز اور احمدیہ مسلم مشن غانا کے پمفلٹ تحفۃً پیش کئے جنہیں انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ چونکہ آنریبل ڈپٹی ریجنل منسٹر صاحبہ کی ہماری جماعت کے ساتھ پہلے سے ہی بہت اچھے تعلقات ہیں اور بہت سے ممبران جماعت کو ذاتی طور پر جانتی ہیں، جن میں سے بعض اس میلہ کی انتظامیہ میں شامل تھے۔ اس لئے ہمارے سٹال پر وہ کافی دیر تک کتابیں دیکھتی رہیں اور خود مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کوشش کو بہت سراہا۔

مقاصد اور ان کا حصول

اس بکسٹال کے لگانے کا سب سے بڑا مقصد تو ظاہر ہے جماعت احمدیہ کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا تھا اور یہ مقصد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ حاصل کیا گیا۔

ہمارے دن کا آغاز صبح نو بجے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوتا تھا۔ اس کے بعد سارا دن گاہے بگاہے احمدیہ نغمات اور دوسری آڈیو کیسٹس کا سلسلہ جاری رہتا۔ شام ہوتے ہی سوال و جواب کی ویڈیو کیسٹس شروع ہو جاتیں جو دور سے ہی لوگوں کو ہمارے سٹال کی طرف کھینچ کر لاتی تھیں۔

اس بارہ میں دن کی عرصہ کے دوران ایک اندازے کے مطابق دس ہزار سے زائد افراد نے ہمارے سٹال پر وزٹ کیا۔ پندرہ لاکھ سیڈیز سے زیادہ کی کتابیں فروخت ہوئیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مفت لٹریچر تقسیم کیا۔ سینکڑوں افراد سے سٹال پر ہی تبلیغی گفتگو ہوئی کیونکہ ہم پچھلی طرف کرسیوں کا انتظام کیا ہوا تھا اور ابتدائی بات چیت کے بعد اگر کوئی تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا تو اس کو پیچھے لے جاتے جہاں احمدی طلباء ہمہ وقت تیار بیٹھے تھے۔ سینکڑوں افراد نے بعد میں خط لکھنے یا احمدیہ مشن میں آ کر ملنے کا وعدہ کیا۔ غرض ہر لحاظ سے یہ ایک کامیاب تجربہ تھا۔

پبلسٹی

اس میلہ کی انتظامیہ کی طرف سے Good News FM ریڈیو سٹیشن کو میلہ کی پبلسٹی اور بعض اوقات رواں تبصرہ کے لئے مدعو کیا تھا۔ جن کا سٹال ہمارے سٹال کے قریب ہی تھا۔ بلکہ اکٹھا ہونے کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے ہمسایہ کہہ کر بلانے لگ گئے تھے۔ پہلے دن سٹالز کا تعارف کرواتے ہوئے انہوں نے ریجنل مشنری مکرم نوید احمد عادل کا ایک مختصر انٹرویو براہ راست نشر کیا جس میں جماعت کے سٹال اور اس پر موجود کتابوں کا تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد بھی جب کبھی براہ راست نشریات کے سلسلہ میں سٹالز کا تعارف کرواتے تو ہمیشہ جماعت کے سٹال سے شروع کرتے اور ہمیشہ یہ ذکر کرتے کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم احمدیہ مشن کے ہمسائے ہیں۔ کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ انگریزی زبان میں پڑھ کر آغاز کرتے جس کا بینر ہمارے سٹال پر لگا تھا۔ کبھی کہتے کہ ہمارے ریڈیو سٹیشن کا نام ہے Good News FM اور احمدیہ مشن والے قرآن کی Good News دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ یہ ریڈیو اسٹیشن سب سے وسیع رینج والا ہے اس لئے ایک اندازہ کے مطابق اس طور پر جماعت کا پیغام تقریباً دو ملین افراد تک پہنچا ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

تجزیہ

اس بکسٹال کے دوران مختلف لوگوں سے ملنے اور ان کو جاننے کا موقعہ ملا اور ہر طرح کے تجربات سے گزرے۔ مثلاً بعض لوگ کتابیں بالکل پسند نہیں کرتے، بعض کو اسلام کی طرف سے بکسٹال لگانے کی کوششوں کو عجیب سمجھا جا رہا تھا، بعض غانا میں جماعت کی عام شہرت کی وجہ سے نام دیکھتے ہی آ جاتے۔ لیکن مجموعی طور پر یہ بکسٹال انتہائی کامیاب رہا اور اکثر لوگوں نے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر جس کے اوپر انگریزی زبان میں لکھا تھا ''مسیح کی بعثت ثانی''۔ خاص دلچسپی کا موجب رہی بلکہ اکثر اوقات اسی سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

مورخہ ۱۵ ر دسمبر کو مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج غانا بذات خود سٹال پر تشریف لائے۔ کارکنان کو قیمتی ہدایات سے نوازا۔

احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس غانا (AMSUNG) کے طلباء وطالبات نے اس بکسٹال کو بڑی محنت سے چلایا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بکسٹال بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ سب حصہ لینے والوں اور خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام پروگرامز سے پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازے۔ آمین

طنز و مزاح

شکر ہے کھانے کو ابھی گھاس باقی ہے

(حارث احمد۔ کراچی)

سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں
ابر کیا چیز ہے، ہوا کیا ہے

غالبؔ کے ذہن نے یہ سوال غالباً اس وقت کیا تھا جب انہیں مفت کی مے مل جاتی تھی اور فاقہ مستی نے ابھی اپنا رنگ نہ دکھایا تھا۔ وہ اگر آج کے دور میں ہوتے تو انہیں معاملہ ذرا مختلف دکھائی دیتا۔ عجب کیفیت ہے۔ انگور دیکھو تو وہ کھٹے ہیں۔ دال پہ نگاہ ڈالو تو کچھ کالا کالا سا نظر آتا ہے۔ پلاؤ ہے تو وہ خیالی۔ اتنی ساری آبادی ہے مگر مرغ کی وہی ایک ٹانگ۔ گویا ایک انار ہے اور سو بیمار۔ غالبؔ کے دور میں تو انسان بکرے کو کھاتا تھا اور بکرا گھاس کو۔ مہنگائی کا شکریہ کہ یہ درمیان میں آنے والا تکلف گویا ختم ہوا ہی چاہتا ہے اور انسان بھوک مٹانے کے لئے سبزہ و گل کے درمیان یعنی فطرت کی گود میں بس جانے والا ہے۔ ہمارے محترم لیڈر جو عرصہ سے Grass Roots Level تک عوام کو فائدے پہنچانے کے وعدے کرتے رہے ہیں اب کچھ کچھ اُن کا حقیقی مطلب سمجھ میں آنے لگا ہے۔

اور گھاس ہم کھائیں بھی کیوں نہ۔ ہمارے ملک میں سیاچین میں ہی بس گھاس نہیں اُگتی۔ یہ خدا کی وہ نعمت ہے جو ہمیں اس مصنوعی اور بناوٹی زندگی سے نجات دلانے ہی والی ہے۔ اس میں قدرتی اجزاء یعنی وٹامن اور کلوروفل بکثرت موجود ہوتے ہیں۔ وٹامن جسم کو توانا رکھنے کے لئے ضروری ہیں جبکہ کلوروفل سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ گویا اس طرح گھاس کھانے میں اور آسانی ہوگی اور زندگی کا چکر یوں ہی چلتا چلا جائے گا۔ ویسے بھی گھاس میں ''فائبر'' ہوتا ہے جو دل کے امراض سے انسان کو بچاتا ہے بلکہ جدید تحقیق کے مطابق کینسر (Cancer) کے لئے بھی اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ یہ Diet کرنے والوں کے لئے بھی بہترین ہے البتہ Slimming Centres والوں کا حال گھاس کی مقبولیت کی وجہ سے شاید خود پتلا ہو جائے۔

ویسے بھی ہم اشرف المخلوق ہیں۔ ہر شے پر دوسروں سے زیادہ ہمارا حق ہے۔ اور ہاں جس جگہ انسانوں سے بھیڑ بکریوں والا سلوک ہوتا ہو وہاں شاید گھاس کھانا ہی انہیں زیب دے۔ ہمارے دیس کے رہنے والے بھی تو ہمیں میں کرکے اپنی جھوٹی انانیت کا بہت شور مچاتے تھے نا، شاید انہیں اب کھانے کو وہی ملے جو مَیں مَیں کرنے والے کو ملتا ہے۔

اب ایمنسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International) والوں کو پاکستان میں کمزور طبقات سے امتیازی سلوک برتے جانے کا ہرگز شکوہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ تو اپنی سالانہ رپورٹ میں انکشاف کریں گے کہ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں شیر اور بکری ......معاف کیجئے گا......انسان اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں۔ ہاں البتہ Wild Life کی حفاظت کے لئے بنائے گئے عالمی ادارے اس سے خوش نہ ہوں کیونکہ تیزی سے بدلتی ہوئی یہ صورتحال بے زبان جانوروں کے حقوق پر ڈاکہ بھی تصور کی جا سکتی ہے۔

الغرض جو بویا تھا وہ کٹنے ہی والا ہے۔ احتیاط پھر بھی لازم ہے۔ لہٰذا خیال رکھیں کہ باڑ کے دوسری جانب کی گھاس ہمیشہ ہری ہی دکھائی دیتی ہے۔ خیال رکھیں کہ خواہ مخواہ اب کوئی سبز باغ نہ دکھائے۔ خیال رکھیں کہ ساون کے اندھے کو سب ہرا ہرا ہی دکھائی دیتا ہے۔ خیال رکھیں کہ بُرے وقت میں گھاس کا ایک تنکا بھی سہارا ہوتا ہے۔

علامہ اقبال کے ایک شعر کی یہ Parody اب شاید حقیقت کا رنگ لئے ہوئے ہے کہ:

گھاس کھانے کے لئے پیدا کیا انسان کو
ورنہ چرنے کے لئے کچھ کم نہ تھیں یہ بکریاں

(بشکریہ: پندرہ روزہ المصلح کراچی جلد ۱۲۔ شمارہ ۲۳، ۲۴ صفحہ ۲۰)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍جولائی ۲۰۰۲ء میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ ۲۲؍جولائی کی شب ۸۹ سال کی عمر میں امریکہ میں انتقال فرماگئے۔

آپ ۲۸؍فروری ۱۹۱۳ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ حضرت اماں جانؓ نے اپنے صاحبزادگان کے بڑے بیٹوں کو گود میں لیا تھا۔ اس طرح آپ حضرت اماں جانؓ کی تربیت میں پروان چڑھے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی ۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے B.A. اور L.L.B. کرنے کے بعد I.C.S (انڈین سول سروس) کا امتحان پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ۱۹۳۳ء میں انگلستان روانہ ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے پوتے تھے جو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک تشریف لے گئے ۔ آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے اکنامکس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ۔ اس دوران آپ کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کی صحبت حاصل رہی۔

آکسفورڈ سے اعلیٰ تعلیم کے بعد آپ نے سول سروس شروع کی اور پہلی اہم تقرری ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے طور پر ہوئی اور اس عہدہ پر سرگودھا میں بھی متعین رہے ۔ مغربی پاکستان میں آپ سیکرٹری فنانس اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری رہے ۔ صدر ایوب خان کے دور میں آپ ڈپٹی چیئر مین پلاننگ کمیشن اور صدر یحییٰ خان کے دور میں اقتصادی امور کے مشیر رہے جو وفاقی وزیر کے برابر عہدہ تھا۔ ۱۹۷۱ء میں آپ ورلڈ بنک سے منسلک ہو گئے۔ ورلڈ بنک کے ڈائریکٹر اور IMF کے سٹاف میں بطور ایگزیکٹو سیکرٹری شامل ہوئے اور اس دوران بھی اپنے وطن کے لئے خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۸۴ء میں ورلڈ بنک سے ریٹائر ہوگئے۔ آپ عالمی شہرت کے حامل ماہر اقتصادیات تھے اور بین الاقوامی اقتصادی اداروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے لیکن آپ کا اصل اعزاز یہ تھا کہ آپ ایک متقی، دیندار مخلص اور خادم سلسلہ تھے۔ آپ نے زندگی بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

حضرت میاں صاحب کو حضرت مصلح موعودؓ کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی بیٹی صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ، جو حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بطن سے ہیں، کا نکاح ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۸ء کو مسجد النور قادیان میں آپ کے ساتھ پڑھا۔ آپ کی اولاد نہیں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۶ء میں بیرون پاکستان صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کے لئے کمیٹی قائم فرمائی تھی۔ اس مرکزی کمیٹی کے آپ چیئر مین دوم مقرر ہوئے۔ یہ کمیٹی ۱۹۸۹ء تک کام کرتی رہی۔ امریکہ میں آپ کو کئی پہلوؤں سے جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ لیکن آپ کی خدمات دینیہ کا ایک اہم سلسلہ ۱۹۸۹ء میں شروع ہوا جب آپ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ امریکہ کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ اس منصب جلیلہ پر تادم آخر فائز رہے۔ آپ کے دورِ امارت میں جماعت احمدیہ امریکہ نے مختلف میدانوں میں ترقی اور کامیابی کے کئی سنگِ میل طے کئے ۔ مشن ہاؤسز کی خرید ، تعمیر ، نئی مساجد کے قطعات اراضی کی خرید اور ان کی تعمیر، بعض مساجد میں توسیع اور تعمیر نو کے ساتھ ساتھ جماعت امریکہ مالی قربانی میں دنیا کے صف اول کے ممالک میں شامل ہوگئی۔ آپ کے دور میں جماعت امریکہ میں ہونے والی ترقیات کی چند جھلکیاں پیش ہیں:

جماعت کی اجتماعی تقریبات کے لئے جماعت امریکہ کے پاس کوئی وسیع مرکزی مسجد نہ تھی اور واشنگٹن مشن ہاؤس جماعت کی وسعت کے لحاظ سے ناکافی ہوگیا تھا۔ چنانچہ آپ کے دورِ امارت کا ایک عظیم کارنامہ جماعت احمدیہ امریکہ کی مرکزی مسجد بیت الرحمان کی تعمیر ہے ۔ سلور سپرنگ میری لینڈ میں تعمیر ہونے والی اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو فرمایا۔ اب جماعت احمدیہ امریکہ کی تقریباً تمام اہم مرکزی تقریبات یہاں منعقد ہوتی ہیں اور جماعت کے مرکزی دفاتر بھی یہاں قائم ہیں۔

آپ کے دور امارت میں جماعت احمدیہ امریکہ نے مالی قربانی میں غیر معمولی ترقی کی جس کے نتیجہ میں مالی قربانی میں امریکہ دنیا بھر کے ممالک میں صف اول کا ملک بن گیا۔ چنانچہ ۱۹۹۶ء میں امریکہ وقف جدید میں دنیا بھر میں اول اور تحریک جدید میں دوم رہا جبکہ ۱۹۹۷ء میں امریکہ تحریک جدید اور وقف جدید دونوں میں اول رہا۔

جماعت امریکہ کی ترقیات اور بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر آپ کے دور میں امریکہ کے مراکز تبلیغ کی تعداد تقریباً ۴۰ ہوچکی تھی۔ جماعت امریکہ کے اولین مشن مسجد بیت الصادق شکاگو کی از سر نو تعمیر ہوئی جس کا افتتاح حضور انور نے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو فرمایا۔ متعدد مقامات پر نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کی تعمیر ہوئی، قطعات اراضی خریدے گئے اور تعمیری کام جاری ہے۔

۱۹۹۲ء میں پہلی بار جلسہ سالانہ امریکہ (منعقدہ نیویارک) میں لنگر خانہ کا نظام جاری ہوا جو بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کی نمائش کا قیام ہوا۔

جماعت احمدیہ کینیڈا اور امریکہ کے تعاون سے MTA ارتھ اسٹیشن کا قیام مسجد بیت الرحمان کے ساتھ ہوا۔ جس کا افتتاح حضور انور نے ۱۴؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو فرمایا۔ ارتھ اسٹیشن سے MTA کی نشریات مختلف ممالک تک پہنچائی جاتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کی انٹرنیٹ پر ویب سائٹ www.alislam.org امریکہ سے قائم ہوئی اور حضور انور کا خطبہ، MTA پروگرام، جماعتی تعارف اور دیگر بہت سی دینی معلومات اس کے ذریعہ جاری ہوئیں۔ ۱۹۹۶ء میں امریکہ میں ایم ٹی اے سٹوڈیو کا قیام ہوا۔ آپ ہی کے دور میں جلسہ سالانہ امریکہ کی کارروائی براہ راست MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر ہونی شروع ہوئی۔

آپ کے دورِ امارت میں حضور ایدہ اللہ نے امریکہ کے متعدد دورے فرمائے۔ چنانچہ حضور انور ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۷ء اور ۱۹۹۸ء میں امریکہ تشریف لے گئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو یہ سعادت اور اعزاز حاصل ہے کہ حضور انور کو کئی رؤیا وکشوف میں آپ کا وجود دکھائی دیا گیا۔ جس کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی فتح و ظفر اور ترقیات سے تعبیر فرمایا۔

۳۰؍جولائی ۲۰۰۲ء صبح ۱۰ بجے مسجد مبارک ربوہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے حضرت مرزا مظفر احمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کو آپ کی والدہ حضرت سیدہ سرور سلطان جہاں صاحبہ کے قدموں میں (ایک رَو نیچے) اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۱؍جولائی ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی یاد میں کہی گئی مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

کامرانی جس کے مضمر نام میں
ہو کے منصور و مظفر چل بسا
دورِ حاضر کا وہ اک مرد عظیم
غرب سے وہ فخرِ خاور چل بسا
احمدیت کا وہ فرزند جلیل
دیں کا وہ رخشندہ گوہر چل بسا

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی یاد میں جماعتہائے احمدیہ امریکہ نے اپنے رسالہ ماہنامہ "النور" جولائی و اگست ۲۰۰۲ء میں متعدد مضامین، تعزیتی قراردادیں اور مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں شامل اشاعت کی ہیں جن میں حضرت میاں صاحب کے متفرق اخلاق حسنہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے انگریزی ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" جولائی واگست ۲۰۰۲ء میں بھی اسی قسم کا مواد انگریزی میں پیش کیا گیا ہے اور بعض تفصیلی مضامین بھی شامل اشاعت ہیں۔

مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں کہ حضرت میاں صاحب اپنے اقوال اور افعال میں خلافت کے لئے فقید المثال ادب اور احترام ملحوظ رکھتے تھے۔ جب حضور انور کی خدمت میں خط لکھتے تو اسے کئی بار پڑھتے اور حضور کے قیمتی وقت کے تقاضے کے تحت اسے مختصر لیکن مطلب کی ادائیگی کے لئے ہر طرح مکمل لکھتے۔

۱۹۹۸ء میں جب حضور انور جلسہ سالانہ امریکہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تو حسب معمول حضرت میاں صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ وہیں پر فجر کی نماز ادا ہوتی۔ حضرت میاں صاحب کمر میں درد کی وجہ سے پہلی صف میں دائیں طرف کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرتے۔ نماز کے بعد حضور نمازیوں سے کچھ گفتگو فرماتے تو اس دوران حضرت میاں صاحب چپکے سے کرسی سے اتر کر فرش پر بیٹھ جاتے تاکہ وہ حضور انور سے اونچے نہ بیٹھیں۔ یہ طریق درد اور تکلیف کے باوجود ادب کی وجہ سے آپ ہمیشہ اختیار کرتے رہے۔

حضرت میاں صاحب کے اخلاق کا ایک پہلو آپ کی عاجزی اور سادگی تھا۔ آپ کی اعلیٰ کارکردگی اور اعلیٰ معیار کبھی بھی آپ کے کسی لفظ سے مترشح نہ ہوتی تھی بلکہ اپنے سلوک اور اطوار سے ہمیشہ سادہ اور نرم گفتگو کا اظہار فرماتے۔ وقت کی قدر فرماتے اور اپنی کمر درد کی تکلیف کے باوجود پابندیٔ وقت کی انتہائی کوشش فرماتے۔ جب کبھی آپ سے ملاقات کا موقعہ ہوتا میں نے آپ کو ہمیشہ مستعد و منتظر پایا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے پریشانی اور حیرت ہوتی ہے کہ بعض لوگ کس طرح بغیر کسی وجہ کے ایک ایک گھنٹہ لیٹ پہنچتے ہیں اور پھر لیٹ آنے کی معذرت بھی نہیں کرتے۔

آپ کا ایک اور وصف جماعت کے معاملات میں مختلف لوگوں کی آراء معلوم کرنا بھی تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ ایک تحریری نوٹ مختلف لوگوں کو اپنی اپنی رائے ظاہر کرنے کیلئے بھجوادیتے تھے۔ نیز ملاقات کے وقت اس ملاقات سے غیر متعلق موضوعات پر بھی ذکر کرتے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو صحیح اور غیر صحیح کی چھان بین کا بہت اونچا ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ اگر گفتگو کے بعد پہلی رائے بدلنے کی ضرورت ہوتی تو آپ بدل دیتے ۔ ایک دفعہ جماعت کی ایک میٹنگ مقرر ہوچکی تھی۔ پروگرام پر نظر ڈالنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ ایسی میٹنگ جماعت کے نظام کے مفاد کو نقصان پہنچائے گی۔ میں نے اپنی رائے لکھ کر حضرت میاں صاحب کو بھجوادیا۔ آپ نے مجھے بلوایا اور مزید بحث کے بعد اس میٹنگ کو منسوخ کردیا۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک نرم اور مہربان دل ودیعت فرمایا تھا۔ آپ ہمیشہ یہ نصیحت فرماتے کہ ہمیں اپنی توجہات کو کام کی آسانی اور مفید نتائج پر مرکوز رکھنا چاہئے نہ کہ جرمانے اور سزا پر۔ لیکن

جب جرمانہ اور سزا واجب ہو جاتے تو بڑے دکھ کے ساتھ عمل کرواتے۔ آپ نے ایک شخص کو اپنے معاملہ کی صفائی کے لئے چار بار لکھا لیکن اس نے فائدہ نہ اٹھایا۔ بعض دفعہ آپ کے نام لکھے گئے ایسے خطوط بھی میری نظر سے گزرے جو ادب اور احترام سے عاری ہوتے تھے لیکن آپ ان کی قطعی پرواہ نہ کرتے تھے اور اپنے تمام فرائض انتہائی دیانت اور انصاف سے سرانجام دیتے رہتے۔

آپ ہمیشہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے۔ ایک دفعہ ایک شادی کے موقعہ پر آپ کا پاؤں پھسلا اور ٹانگ کسی چیز سے ٹکرا گئی۔ آپ اٹھے اور تمام وقت کرسی پر اس انداز سے خاموش بیٹھے رہے جیسے کچھ نہیں ہوا۔ چند دن کے بعد میں ان سے ملنے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ٹانگ پر کافی بڑی جگہ پر خون منجمد ہو چکا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ شادی میں بیٹھے ہوئے ٹانگ میں Hacmatoma کی کیفیت کو وہ محسوس کرتے رہے لیکن اس خیال سے کہ خوشی کے اس موقعہ پر لوگوں کی توجہ میری طرف نہ مبذول ہو جائے میں خاموشی سے بیٹھا برداشت کرتا رہا۔ اسی طرح میری بیٹی کی رسم نکاح کا اعلان جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعد نماز عشاء ہونا قرار پایا تو حضرت میاں صاحب دن کے دفتری فرائض سرانجام دے چکے تھے لیکن نکاح میں شمولیت کے لئے آپ کو چار گھنٹے انتظار کرنا پڑا اور میری بار بار کی استدعا کے باوجود کہ آپ گھر تشریف لے جائیں آپ میری دلداری پر مصر رہے اور انتظار کرتے رہے۔

مسجد بیت الرحمان میں ہماری حسب معمول میٹنگز کے لئے حضرت میاں صاحب تمام شامل ہونے والوں کی طرح اپنا لنچ ساتھ لاتے اور کئی دفعہ بڑے اصرار کے ساتھ آدھا مجھے پیش فرماتے۔

ایک دفعہ آپ نے مجھے ایک تکلیف کے سلسلہ میں بلوایا۔ اس دن برفباری کی پیشگوئی تھی تو آپ نے دوبارہ فون کروایا کہ اس برفباری کے موسم میں آنا ملتوی کر دیں۔

......❁......❁......❁......

مکرم سعید اے ملک صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایک بار میرے دریافت کرنے پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ دین میں سب سے اہم چیز "ایمان" ہے اور پھر محبت۔ جیسے روشنی کو کسی Prism میں سے گزارا جائے تو وہ مختلف رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اسی طرح محبت بھی دراصل بہت سی خوبیوں کا مجموعہ ہوتی ہے جن میں صبر، شفقت، سخاوت، انکساری وغیرہ شامل ہیں۔ جس قدر یہ خوبیاں مضبوط ہوں گی اُسی قدر شخصیت روشن ہوگی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوگا۔

مکرم نصیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ روزانہ رات کو خود سے یہ پوچھ کر سویا کرو کہ "آج مَیں نے جماعت کے لئے کیا کیا؟"۔ آپ کی خدمت دین کے لئے تڑپ کا یہ عالم تھا کہ مرض الموت میں بھی اپنی ڈاک اور اپنی ذمہ داری کا خیال رہتا۔

مکرم سید ساجد احمد صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں خدام الاحمدیہ کا قائد تھا اور اس پہلو سے آپ کے اُس جذبہ کو سمجھتا تھا جو آپ کے دل میں نئی نسل کی تربیت کے لئے موجزن تھا۔ ملاقات ہونے پر بہت سے سوالات کرتے اور مفید مشوروں سے نوازتے۔ اپنی تمام ڈاک کا بغور مطالعہ کرتے اور ضرورت پڑنے پر فیصلہ تبدیل فرما دیتے۔ جب ایک احمدیہ مرکز کے باہر مَیں نے "برائے فروخت" کی تختی لگی ہوئی دیکھ کر آپ کی خدمت میں خط لکھا اور اُس مرکز کو فروخت نہ کرنے کے لئے دلیل کے ساتھ رائے دی تو آپ نے میری رائے سے اتفاق فرمایا۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷/ستمبر ۲۰۰۲ء میں مکرم محمد صدیق گورداسپوری صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے بارہ میں اپنی یادیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مَیں نے ۱۹۷۴ء میں امریکہ مشن کا چارج لیا تو حضرت صاحبزادہ صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ اُس وقت ورلڈ بنک میں ڈائریکٹر اور IMF میں ایگزیکٹو سیکرٹری تھے۔ نماز جمعہ باقاعدگی سے مسجد آکر ادا کرتے اور میٹنگز میں بخوشی تشریف لاتے۔ ایک روز فرمانے لگے کہ امریکہ مشن میں باقاعدہ ریکارڈ کا کوئی سسٹم نہیں اور نہ ہی فائلنگ کا انتظام ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشن کے کاموں پر آپ کی کیسی گہری نظر تھی)۔ فرمایا ایک سیکرٹری یا ٹائپسٹ رکھ لیں۔ مَیں نے کہا: مشن کی مالی حالت بہت کمزور ہے اور مربیان کے الاؤنس اور دیگر اخراجات بھی مشکل سے چلتے ہیں۔ ایک ٹائپسٹ کی تنخواہ کم از کم پانچ سو ڈالر ماہوار ہوگی۔ فرمایا: اس کی فکر نہ کریں، واشنگٹن جماعت کی طرف سے اس کا انتظام کر دوں گا۔ چنانچہ مَیں نے ایک لوکل احمدی خاتون سسٹر فاطمہ سے بات کی اور انہوں نے نہایت اخلاص سے یہ ذمہ داری سنبھال لی۔ چنانچہ چھ ماہ تک اُن کا الاؤنس صاحبزادہ صاحب ادا فرماتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں اور اس کے بعد جب پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی انتہا کی گئی تو آپ کے مفید مشوروں سے کئی ذرائع کام میں لائے گئے لیکن آپ کی سیرت کا یہ نمایاں پہلو تھا کہ آپ نے نہ صرف آخر وقت تک اپنی پاکستانی قومیت ختم نہیں کی بلکہ احتجاجی خطوط میں پاکستان کے بارہ میں کوئی ایسا فقرہ بھی برداشت نہ کرتے جس سے پاکستان کے وقار پر کوئی زَد پڑتی ہو۔ یہی انداز حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا تھا۔

ایک بار مجھے آپ سے فوری مشورہ کے لئے بغیر اطلاع دیئے ورلڈ بنک جانا پڑا۔ آپ کی سیکرٹری سے جب مَیں نے اپنا تعارف کروایا تو اُس نے بتایا کہ میرے لئے آپ نے از خود یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ جب بھی آؤں فوراً ملوا دیا جائے۔

آپ کے مقام اور منصب کے لحاظ سے اکثر آپ کو اجتماعات اور جلسوں وغیرہ کی صدارت کرنے کی درخواست مَیں کیا کرتا تھا۔ بعض دفعہ آپ رضامند ہو جاتے لیکن بعض دفعہ انکساری سے فرماتے کہ مجھ سے تقریر بے شک کروا لیا کریں لیکن صدارت کے لئے نہ کہا کریں۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/اکتوبر ۲۰۰۲ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم عبدالسمیع نون صاحب رقمطراز ہیں کہ ۱۹۷۸ء میں جب سابق صدر یحییٰ خان پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ اپنی بیوی اور بیٹی کے ہمراہ علاج کے لئے امریکہ گئے تو اُن کی فیملی کا قیام حضرت میاں صاحب کے ہاں رہا۔ بعد میں یحییٰ خان صاحب بھی آپ کے ہاں ہی قیام پذیر رہے۔ جب یہ فیملی واپس پاکستان آنے لگی تو یحییٰ خانصاحب کی بیوی رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ! مظفر اگر کافر ہے تو ساری دنیا کو اس جیسا کافر بنا دے۔ کہنے لگیں کہ ہمارے ساتھ میاں صاحب کو کوئی غرض نہیں ہو سکتی مگر جس وفاشعاری اور بلند اخلاق کے تحت انہوں نے خدمت کی ہے کوئی ایسا انسان نہیں جو ایسی خدمت کر سکے۔

یحییٰ خان صاحب نے خواہش کر کے حضرت میاں صاحب کے گھر پر اپنی تصاویر بھی کھنچوائیں۔ ایک تصویر میں عقب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی سی تصویر نظر آ رہی تھی۔ حضرت میاں صاحب نے باقی تصاویر اُنہیں بھجوا دیں لیکن وہ ایک تصویر نہ بھجوائی۔ اس پر یحییٰ خان صاحب نے اصرار سے کہا کہ وہ تصویر بھی بھیجیں جس کے عقب میں بڑے مرزا صاحب کا فوٹو ہے۔

حضرت میاں صاحب کا خاندانی وقار، وجاہت اور اخلاق ایسے کریمانہ تھے کہ آپ کے ماتحت بھی آپ کے مداح تھے اور افسران بالا بھی۔ ممدوٹ وزارت کے دوران جب آپ سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر تھے تو صوبائی اسمبلی کے تین ممبران وزیر اعلیٰ سے ملنے آئے۔ وزیر اعلیٰ نے انہیں کہلا بھیجا کہ اگر میاں مظفر احمد صاحب کے خلاف کوئی بات ہے تو مَیں آپ سے ملنے کو تیار نہیں ہوں۔

ایک بار گورنر پنجاب امیر محمد خان نواب آف کالاباغ نے آپ کو پنجاب کا چیف سیکرٹری مقرر کرنا چاہا اور صدر مملکت سے اس بارہ میں بات بھی کر لی لیکن آپ نے اُنہیں معذرت کر دی اور وجہ یہ بیان کی کہ "سابق چیف سیکرٹری نے مجھے ایڈیشنل چیف سیکرٹری مقرر کرنے کی سفارش کی تھی اور یہ محسن کشی ہے کہ اُسے ہٹا کر مَیں خود چیف سیکرٹری بن جاؤں اور دوسرا یہ کہ کئی افسر مجھ سے بھی سینئر ہیں اور یہ اُن کا حق ہے"۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/دسمبر ۲۰۰۲ء میں پاکستان کے انگریزی اخبارات میں شائع ہونے والے دو مضامین کا ترجمہ مکرم راجہ نصر اللہ خان صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

☆ ماہر تعلیم و اقتصادیات جناب ایم راشد لکھتے ہیں کہ مَیں ۱۹۶۸ء میں اُن سے پہلی بار ملا جب وہ منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین تھے اور مَیں بحیثیت ڈائریکٹر ایجوکیشن کام کر رہا تھا۔ اس سے پہلے مَیں گورنمنٹ کالج لاہور کا پرنسپل تھا جہاں سیکرٹری تعلیم سے اختلافات کے باعث مجھے تعزیری کارروائی کر کے ڈائریکٹر ایجوکیشن لگا دیا گیا تھا۔ اسی دوران ایشیائی ادارہ نے مجھے بنکاک میں تعلیمی منصوبہ بندی کے ماہر کے طور پر منتخب کر لیا۔ جب میرے کاغذات حکومت پنجاب کو بھجوائے گئے تو سیکرٹری تعلیم نے اس کام کو بگاڑنے کی کوشش کی۔ اس کا علم جب جناب ایم۔ایم۔احمد کو ہوا تو انہوں نے سیکرٹری کی خوب سرزنش کی اور آخر مجھے بنکاک جانے کی اجازت مل گئی۔ اُن کی ذی وقار شخصیت بے بس و بیکس لوگوں کے لئے ہمیشہ کمربستہ تھی۔ وہ ایک نادر شخصیت تھے۔

☆ ایک دوسرے مضمون میں جناب ایم راشد لکھتے ہیں کہ انڈین سول سروس کی جس قلیل تعداد نے پاکستان کا انتخاب کیا، یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ایسے حکومتی نظم و نسق کی تعمیر کی جس نے لکھوکھہا مہاجرین کو آباد کرنے کے کٹھن کام کا سامنا کیا اور لوگوں کی اس قدر بڑی تعداد کی املاک کی نگہداشت کی جو ہندوستان کی جانب منتقل ہو گئے تھے۔ اس عظیم الشان کام اور اس کے ساتھ جنم لینے والی ترغیبات و تحریصات سے نمٹنے کے سلسلہ میں ان میں سے اکثریت نے اپنے آپ کو مؤرخین سے خراج تحسین حاصل کرنے کا اہل ثابت کیا۔ یہ لوگ انتہائی منصف مزاج، سچے اور کھرے تھے جنہوں نے اپنا اختیار صرف حق کی خاطر استعمال کیا۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک جناب ایم۔ایم۔احمد تھے۔ اگرچہ اُن کی نسبت زیادہ ذہانت والے لوگ موجود تھے لیکن غالباً اُن سے بڑھ کر قابل اعتماد اور محنتی اَور کوئی نہیں تھا۔ اس خوبی نے انہیں وطن میں نواب آف کالاباغ (گورنر مغربی پاکستان)، ایوب اور یحییٰ کا منظور نظر بنا دیا اور واشنگٹن میں صدر ورلڈ بنک "رابرٹ میکنامارا" کا۔ یہ سب اقتصادیات کے میدان میں اُن کی مہارت، دیانتداری اور راستبازی پر انحصار کر سکتے تھے۔

☆ جناب منیر عطاء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایم ایم احمد کی پاکستان میں پہلی تعیناتی بطور ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ ہوئی جہاں انہوں نے مسلمان مہاجرین کے آرام اور آبادکاری کیلئے بے تابانہ کام کیا۔ پھر وہ DC میانوالی مقرر ہوئے جہاں اپنے فرائض کی ادائیگی کے نتیجہ میں انہیں نواب آف کالاباغ کی طرف سے خوب تکریم ملی۔ صدر ایوب کے دَور میں وہ یکے بعد دیگرے سیکرٹری تجارت، سیکرٹری خزانہ اور بالآخر پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین مقرر ہوئے۔ یحییٰ خان کے مشیر برائے اقتصادی امور کی حیثیت سے اُنہیں تینوں مذکورہ وزارتوں کی نگرانی کے اختیارات حاصل تھے۔ اُن کے سارے عرصہ ملازمت میں اختیارات کے غلط استعمال، ناجائز نوازشات، بدعنوانی اور طاقتور عناصر کی طرفداری سے متعلق کسی کھسر پھسر کا اشارہ تک نہیں ملتا۔ وہ اپنے تمام متعلقہ لوگوں سے عزت و احترام سمیٹتے ہوئے بلندیوں اور رفعتوں کو طے کرتے چلے گئے۔ اُن میں تکبر نام کی کوئی چیز نہ تھی، وہ ہمہ وقت نرم گفتار اور متحمل مزاج تھے، دائماً ایک انصاف پسند اور دردمند انسان تھے۔

......❁......❁......❁......

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603

Vol. 10 | Friday, March 7, 2003 | Issue No. 10

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

طاہر ہومیو پیتھک کلینک ربوہ

خدمت انسانیت اور خلوص وطن کا مظہر

مثالی ادارہ

پاکستان کے اہل قلم جناب عبداللہ خالد خان صاحب کالم نویس کا آنکھوں دیکھا احوال۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’راقم بھی ماحول کی آلودگی کا شکار ہو چکا ہے۔ میری بیماری مجھے کاندھوں پے لادے قریہ قریہ لئے پھرتی ہے۔ ایک دوست نے بتایا کہ ربوہ میں ایک ڈاکٹر صاحب ہیں ان سے ملو۔ ربوہ کا نام سنتے ہی ہم نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ آج کل کسی مسلک کی مسجد میں ایک نماز پڑھ کر باہر آتے ہی اس فرقے سے منتھی کرنے کا چلن ہے۔

ایسے ’’خونخوار ماحول‘‘ میں ربوہ جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ لیکن بیماری نے تمام خطرات مول لینے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ہم عازم ربوہ ہوئے۔ اس شہر کو اب چناب نگر کا نیا نام دیا گیا ہے۔ یہ واحد شہر ہے جس کا عربی نام تبدیل کر کے فارسی نام رکھا گیا ہے۔ چناب نگر پہنچ کر ہمیں ڈاکٹر وقار بسراء کے کلینک کی تلاش تھی۔ ہمارے ذہن میں آراستہ کلینک کا خاکہ پہلے سے موجود تھا مگر منزل مقصود پر پہنچے تو سامنے کسی کلینک یا مَطب کی بجائے ایک پنڈال کا نقشہ نظر آیا۔ جی ہاں! ایک کھلے پلاٹ میں قناتیں لگا کر بنچ بچھا دیئے گئے تھے۔ جن پر مریض بیٹھے تھے۔ جونہی کوئی نیا مریض پنڈال میں داخل ہوتا تو ڈاکٹر صاحب کے ماتحت عملہ میں سے ایک صاحب نئے مریض سے نام پتہ معلوم کرتے اور اسے ٹوکن تیار کر دیتے۔

ابھی ہم مریضوں کے اس ’’جلسہ عام‘‘ سے ہی محظوظ ہو رہے تھے کہ اچانک پنڈال میں ڈاکٹر وقار بسراء نمودار ہوئے۔ انہوں نے سفید Overall پہن رکھا تھا۔ سات فٹ کے قریب قد اور امریکن ریسلنگ کے کھلاڑیوں جیسا وجود ان کے وقار میں اضافہ کر رہا تھا۔ وہ چلتے چلتے ایک مخصوص کونے میں کھڑے ہو گئے۔ وہاں کرسی میز جیسے تکلفات نہیں تھے۔ ایک اہلکار نے ان کے سامنے سلیقے سے Dais رکھ دیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ڈاکٹر صاحب مریضوں سے خطاب فرمائیں گے، مگر ایسا نہیں ہوا۔ ان کے معاون جنہیں چیمہ صاحب کہا جا رہا تھا، وہ اٹھے اور مریضوں کے نام پکار کر باری باری انہیں ڈائس کے سامنے لے جاتے۔ ڈاکٹر صاحب کھڑے کھڑے تشخیص کرتے اور نسخہ لیبارٹری میں چلا جاتا۔

اس انوکھے کلینک کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ بیمار حضرات اپنی اپنی بیماری کا ’’کورٹ مارشل‘‘ کروانے یہاں پہنچے ہیں۔ **صبح ۹ بجے سے ۳ بجے سہ پہر تک انہوں نے لگ بھگ تین سو مریضوں کو کھڑے کھڑے دیکھا۔** یہ بھی ایک انوکھا ورلڈ ریکارڈ ہے کہ ایک ڈاکٹر صبح ۹ بجے سے ۳ بجے تک نان سٹاپ اور کھڑے کھڑے تشخیص و تجویز کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور اس تمام عرصہ میں معالج کے چہرے پر مسکراہٹ، اطمینان اور شفقت کے تاثرات نمایاں رہتے ہیں۔

شاید ڈاکٹر وقار بسراء کو پاکستانی قوم کے مصائب، مسائل اور دکھوں کا بھید معلوم ہو چکا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہاں کی ۷۰ فیصد آبادی خط غربت کے ’’پل صراط‘‘ پر جھول رہی ہے۔ انہیں کمرشلزم کے زہرناک ماحول میں بلکتی انسانی قدروں اور سہاروں کے متلاشی غریبوں کے دکھ سکھ معلوم ہیں۔ اسی لئے انہوں نے روزانہ صبح ۹ تا ۳ بجے ’’اوپن ائر کلینک‘‘ میں معاوضہ یا فیس جیسی ’’منفی قدر‘‘ کو پھٹکنے نہیں دیا۔ اور مستزاد یہ کہ تجویز کردہ تمام دوائیں بھی ان کی طرف سے مریضوں کو بلا معاوضہ دی جاتی ہیں۔ **یوں معلوم ہوتا تھا کہ ڈاکٹر وقار بسراء مریضوں کو ’’گاہک‘‘ کی بجائے دوست سمجھتے ہیں اور اپنی ’’فری سروس‘‘ کا تحفہ دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں:**

’’در دوستاں حساب نیست‘‘

ہمیں ڈاکٹر وقار بسراء کی بے غرضی اور انسان دوستی دیکھ کر تقسیم سے قبل تحصیل کھاریاں کے مشہور گاؤں ’’دھوریہ‘‘ کے ڈاکٹر دولت رام یاد آ گئے جنہیں ۱۹۴۷ء میں ’’دھوریہ‘‘ کے مکینوں نے بھارت جانے سے روک لیا تھا۔ گاؤں کے لوگ اس مہربان اور شفیق ڈاکٹر کو خود سے جدا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر دولت رام بلا تخصیص مذہب و ملت مریضوں کو دیکھتے اور غرباء کی مدد بھی کرتے۔ ڈاکٹر دولت رام بھی اپنی جنم بھومی چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر اچانک ملک میں رہ جانے والے غیر مذہب لوگوں پر حملوں کی لہر نے سر اٹھایا تو گاؤں کے لوگوں نے ڈاکٹر دولت رام کی زندگی بچانے کی خاطر ان سے جدا ہونا گوارا کر لیا۔

ڈاکٹر دولت رام گاؤں سے الوداع ہوتے وقت اپنا تمام سامان بیواؤں اور بے سہارا لوگوں میں تقسیم کر چکے تھے۔ اپنی جمع پونجی انہوں نے مسلمان صوفیاء کی درگاہوں کی نذر کر دی۔ اپنا آبائی مکان اپنے ہاتھوں مقفل کیا اور صدر دروازے پر روتے ہوئے لکھا۔

خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

ڈاکٹر دولت رام ہوں یا ڈاکٹر وقار بسراء، ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم ایسے عظیم انسانوں کی مسیحائی، خلوص اور انسان دوستی کا صلہ کیا دے رہے ہیں؟ ہمیں کیا بھول گیا ہے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

بیمار معاشرے کا چڑچڑاپن اور تنگ نظری ہمیں تاریک راستوں اور منفی رویوں کی زوال آمادہ راہوں پے لے جا رہی ہے۔ ہماری قوت برداشت اور سانجھ سنگت کی آرزوئیں پامال ہو رہی ہیں۔ کاش بیمار انسانوں کا علاج کرنے والے مسیحا بیمار معاشروں کا علاج بھی شروع کریں تو شاید ہمارا جاں بہ لب معاشرہ بھی زندگی، روشنی، امید اور خیر کی طرف لوٹ آئے‘‘۔

(روزنامہ ’دن‘ لاہور۔ ۲/جنوری ۲۰۰۳ء صفحہ ۱۱)

قارئین یہ معلوم کر کے یقیناً مسرت محسوس کریں گے کہ ربوہ کے اس اہم مرکزی ادارہ کی مستقل اور شایان شان پختہ عمارت کی تعمیر کی منظوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے عطا فرما دی ہے اور اس کا نام ’’طاہر ہومیو پیتھک کلینک اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ‘‘ رکھتا ہے۔

......☆......☆......☆......

۲۰۰۳ء کے عالمی تناظر میں

آسمانی تائید کے حصول کا واحد راستہ

بارہ سال قبل امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے عراق کے خلاف امریکہ کی سفاکانہ اور جارحانہ کارروائیوں کے دوران ۸/مارچ ۱۹۹۱ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

’’جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمیں تو خدا نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ تم کمزور ہو۔ چودہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ نصیحت فرما دی تھی کہ خدا نے اتنی بڑی بڑی قومیں آئندہ نکالنی ہیں کہ دنیا میں کسی انسان کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔ اس لئے دنیاوی ہتھیاروں سے ان کے مقابلے کی کوشش کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔ یہ مسلم کی کتاب الفتن کی حدیث ہے۔ ہر شخص اس میں مطالعہ کر سکتا ہے۔ فرمایا: دعا کے ذریعے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ خدا کی تقدیر ان کو مارے گی۔ اور خدا کی تقدیر یہ فیصلہ اس وقت کرے گی جب یہ طاقتور قومیں دنیا سے بدی کا فیصلہ کریں گی۔ چونکہ خدا نے نہتّا کر رکھا ہے، مجبور کر رکھا ہے اور ایک طرف طاقتوں کو بدی کا موقعہ عطا کر دیا ہے اس لئے لازماً اپنے کمزور بندوں کی حفاظت کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر عائد ہوگی۔

پس اس کی آسمانی تائید کو حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ خدا سے تعلق جوڑا جائے اور جس حد تک ممکن ہو اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے۔ اسلام کے نام پر آئندہ کوئی بدی اختیار نہ کی جائے۔ Terrorism کا تصور ہی مسلمانوں کی لغت سے نکل جانا چاہئے۔ شرارتیں کرنا اور دوسروں کو دکھ دے کر بعض مسائل کو زندہ رکھنا یہ جاہلانہ باتیں ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خود امن میں آ جاؤ۔ خود اپنے تعلقات کو درست کر لو۔ غیر قوموں سے اپنے تعلقات کو درست کرو اور صبر کے ساتھ انتظار کرو، پھر دیکھو کہ کس طرح خدا کی تقدیر دنیا کی ہر دوسری قوم کی تدبیر پر غالب آ جائے گی‘‘۔

(’خلیج کا بحران اور نظام جہان نو‘ صفحہ ۳۵۲۔۳۵۳)

بقیہ: مسجد بیت الواسع از صفحہ نمبر ۱۰

کسی رنگ میں اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

آپ کے بعد مکرم امری عبیدی کلوٹا صاحب نے مکرم امیر صاحب کینیا کی طرف سے جماعت احمدیہ کا تعارف اور اس کی مساعی بسلسلہ خدمت انسانیت پر مبنی ایک مضمون پڑھا جس میں آپ نے بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات، آپ کے عظیم الشان مشن اور آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ عالمگیر کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے ان خدمات جلیلہ کا بھی ذکر کیا جو امن عالم کے قیام، اسلام کی تبلیغ اور طبی و تعلیمی میدانوں میں جماعت سرانجام دے رہی ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کا سارا کام احمدی معماروں کے ذریعہ ہوا ہے۔

مکرم امیر صاحب کی اختتامی دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔